AZADI KA SATWAN SAAL
G.K.U.

AZADI KA SATWAN SAAL
G.K.U.

آزادی کا ساتواں سال

عنوانات

تمہید

ایک اور بھرا پُرا سال آج ختم ہوا، اور ہماری آزادی کی عمر سات سال ہو گئی ۔
یہاں ہم ماضی کے ۱۹۴۷ء پر نظر ڈالیں، جبکہ آخری انگریز اپنا بوریا بستر باندھ رہا تھا تو معلوم ہوگا کہ اُس وقت کتنے دلوں میں یہ شبہے تھے کہ ہندستان استحکام و استقامت حاصل بھی کر سکتا ہے یا نہیں اور اپنے پیروں پر آپ کھڑا بھی ہو سکتا ہے یا نہیں۔ لیکن جو سال بھی گزرا وہ ہمارے قدم مضبوط سے مضبوط تر کرتا گیا۔ کل کے کتنے مسائل ہیں جو آج خواب وخیال ہو کر رہ گئے ہیں۔ اب ملک کے کسی بھی حصہ میں قحط سامان یا انتشار و خلفشار کا چرچا نہیں ہے۔ اس کے برعکس غذا بہ آسانی دستیاب ہے اور سارا ملک ایک مربوط و مضبوط وحدہ بن گیا ہے اور بچی کھچی استعماریت بھی عوام کی طاقت کے سامنے ایڑیاں رگڑ رہی ہے بیرونی دنیا میں بھارت کی توقیر کبھی اتنی بلند ہوئی ہی نہیں تھی جتنی آج ہے اب اس کی خارجہ پالیسی کے اس اصول کی کہ ہر بین الاقوامی مسئلہ کو اس کی خامیوں اور خوبیوں سے جانچنا چاہئے، ہنسی نہیں اڑائی جا رہی ہے بلکہ تعریف کی جا رہی ہے۔

دراصل پچھلے برسوں میں ہندوستان نے اتنا کچھ کر لیا ہے کہ اب اس کے معمولی کارناموں پر تو نظر ہی نہیں جاتی۔ یہ نہیں کہ ناکامیاں پیش ہی نہیں آئیں۔ تاریک پہلو کے بغیر روشن پہلو ہوتا ہی نہیں۔ لیکن ہندوستان کی ناکامیاں زیادہ نہیں ہیں اور جو ہیں بھی وہ کامیابیوں کے سامنے مدھم پڑ جاتی ہیں۔ جو کچھ ہم نے یعنی عوام اور حکومت نے کیا ہے

وہ فخر کی بات ہے خصوصاً اس لئے کہ جب ہم نے ۴۷ء کی آزاد دنیا میں قدم رکھا تو ہماری رہنمائی کیلئے کہیں نشانات راہ نہ تھے۔

اتر پردیش کے سلسلہ میں پچھلے سات برسوں کی کہانی چھ کروڑ مردوں اور عورتوں کی اس محنت و مشقت کی داستان ہے جو وہ اس دلدل سے نکلنے کے لئے کرتے رہے جس میں وہ صدیوں کی سیاسی غلامی کے نتیجہ میں پھنس گئے تھے۔ ساتویں سال میں ترقی کی رفتار کچھ تیز ہو گئی۔ زراعت پر تو حکومت بیشتر دھیان دیتی ہی رہی مگر اس کے ساتھ ساتھ دیہاتی علاقوں کی تعلیم میں بھی وہ اصلاحات کی گئیں جو شاید اہم ترین کارنامہ شمار کی جائیں گی۔ پنج سالہ پلان پر عمل درآمد کا سلسلہ بلا مزاحمت چلتا رہا۔ مزید علاقے اجتماعی منصوبوں اور قومی توسیعی سروس کے تحت لائے گئے، غذائی مسئلہ کی پریشان کن نوعیت ختم ہو گئی اور موقع ملا کہ گھریلو صنعتوں کی ترقی پر مزید توجہ کی جا سکے۔ سماجی، تمدنی اور اقتصادی ہر شعبہ میں معتد بہ ترقی ہوئی اور زرعی و صنعتی دونوں پیداواروں میں اضافہ ہوا۔ ختم سال پر حکومت کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری کا تھا جس کے حل کیلئے بھرپور کوششیں شروع کر دی گئی تھیں۔

آگے کے صفحات میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ جو کچھ آزادی کے ساتویں سال میں یو۔پی میں کیا گیا ہے اس کا مختصر بیان پیش کیا جا سکے۔ یہ کتابچہ حکومت کی کارگزاریوں کی کوئی دستاویز نہیں ہے۔ یہ صرف ایک "گائیڈ" ہے جس سے ایک عام آدمی کو یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ یو۔پی میں کیا ہو رہا ہے۔

تعلیم

اتر پردیش میں آزادی کے ساتویں سال کا طرۂ امتیاز نظام تعلیم میں انقلابی تبدیلی اور نصاب تعلیم کی از سر نو تنظیم ہے۔ سالہائے ماسبق میں حکومت کی کوشش یہ رہی کہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو تعلیم کی سہولتیں میسر آئیں چنانچہ پچھلے سال اتنے لڑکے زیر تعلیم تھے کہ بیرونی حکومت کے کسی بھی سال کے مقابلہ میں اُن کی تعداد ۱۲ لاکھ سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہ اپنی جگہ خود ایک بڑا کارنامہ ہے مگر اس کے باوجود حکومت نظام تعلیم میں خصوصاً دیہات کے علاقوں کے لئے انقلابی تبدیلی کے مسئلہ پر مسلسل دھیان دیتی رہی۔

پرانے نظام تعلیم کی خامیاں اور خرابیاں سب ہی جانتے ہیں۔ مقصد جو بھی رہا ہو اس تعلیم کا نتیجہ یہ تھا کہ پڑھا لکھا لڑکا نہ اپنے گاؤں کے لئے ٹھیک نکلتا تھا نہ باہر کیلئے۔ ریاستی حکومت نے تعمیری امور کی اسکیم اور اس طرح کی دوسری تدبیریں اسی خرابی کو دور کرنے کے لئے شروع کی تھیں۔ آخر ۱۹۵۳ء کے نصف ثانی میں وہ انقلابی تبدیلیاں رائج کر دی گئیں جن پر اس تمام عرصہ میں غور ہوتا رہا۔

اتر پردیش بنیادی طور پر زراعتی ریاست ہے۔ اس لئے ابتدائی تعلیم میں ایسی تبدیلیاں کی گئی ہیں کہ وہ اجتماعی زندگی کے لئے قریب ترین رابطے ثابت ہوں۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں کو جو عطئے دئے جاتے تھے ان کے لئے یہ شرط لگا دی گئی ہے کہ وہ ہر ابتدائی اسکول کے ساتھ ایک پانچ ایکڑ فارم قائم کرنے کی کوشش کریں جو نہ صرف طلبا کیلئے ایک عملی درسگاہ ہو بلکہ

اس سے مدرسین کی اقتصادی حالت کو بھی مدد پہنچے۔

پائیلٹ اسکیم جونیر ہائی اسکولوں اور نارمل اسکولوں کے لئے ایک علیحدہ اسکیم بنائی گئی ہے جو تعلیم کی پائیلٹ اسکیم کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا مقصد جونیر ہائی اسکول کی سطح پر زرعی اور صنعتی تربیت دینا ہے تاکہ نہ صرف طلبا کا عام نظریہ از سر نو بدل جائے بلکہ مدرسین کے لئے نئی جگہیں نکلیں اور بے روزگاری کی شدت کم ہو۔ اس اسکیم کے ماتحت جونیر ہائی اسکولوں میں زرعی تعلیم لازمی قرار دیدی گئی ہے۔ آٹھ گھنٹوں کی تعلیم میں ۶ گھنٹے دیہی معلومات مویشیوں کی پرداخت، دیہی اقتصادیات، امداد باہمی اور تدابیر توسیع کے سے مضامین میں علمی سبق دئے جائیں گے اور دو گھنٹے روزانہ اسکول کے فارم میں عملی تعلیم دی جائے گی۔ فی الحال اس اسکیم پر عمل درآمد کیلئے ۲۵۷۴ مدرسین کو ۲۵۷۰ اسکولوں میں تربیت دی گئی ہے اور وہ اس نئے کام کے لئے پوری طرح لیس ہو گئے ہیں۔

مدرسین کی تربیت جن مدرسین کو یہ تربیت دی گئی اُن میں سے نئے بھرتی کئے ہوئے ۲۶۷ مدرسین گریجویٹ تھے باقی انڈر گریجویٹ۔ جو مدرسین پہلے ہی سے زرعی لیاقت رکھتے تھے انھیں فن تعلیم سیکھنے کیلئے نارمل اسکول بھیجدیا گیا بقیہ زرعی اور متعلقہ مضامین میں ٹریننگ کیلئے رُدرپور، ہلدی، اور ناگلا کے مرکزوں میں بھیجدئے گئے۔ یہ نینی تال کے ترائی علاقہ میں واقع ہیں۔ رُدرپور میں ان کو زراعت میں تربیت دی گئی، ہلدی میں انکو فن باغبانی اور زرعی آلات کے استعمال میں ٹریننگ دی گئی اور ناگلا میں ان کو مرغی پالن اور مویشی پالن میں ٹریننگ دی گئی۔ ان سب مدرسین کیلئے کھادی پہننا لازمی تھا۔ ان مدرسین کیلئے جو ٹوپی مقرر کی گئی تھی وہ "ترائی کیپ" کے نام سے مشہور ہو گئی ہے۔

وزیر اعلیٰ پنڈت گووند بلبھ پنت نے ان مدرسین سے ۱۹ مئی کو ایک غیر رسمی ملاقات کرتے ہوئے کہا:-

"آپ اس تعلیم کے میدان میں ہراول دستہ کی حیثیت رکھتے ہیں آپ کا فریضہ

وہ نیا دور شروع کرنا ہے جس میں تعلیم مجہول نہ رہے گی بلکہ متعلم کو ایک ایسا فرد بنا دے گی جو اپنے اکتساب پر خوش ہوگا۔ نہ وہ صرف خواب دیکھا کریگا نہ صرف ہتھوڑا چلایا کرے گا۔"

علم و عمل کا یہی امتزاج نئی تعلیمی اسکیم کی جان ہے۔

یہ ٹریننگ پوری ہو چکی اور خاتمۂ زمینداری کی دوسری سالگرہ ۱۵ر جولائی سے ان مدرسین نے اپنا نیا کام شروع بھی کر دیا۔

بیشتر جونیر ہائی اسکولوں نے سال ختم ہونے سے پہلے ہی اُس دس ایکڑ فارم کا بندوبست کر لیا تھا جو درس گاہ کا بھی کام کرے گا اور تجربہ گاہ کی بھی حیثیت رکھے گا۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹران اسکول کی رپورٹیں مظہر ہیں کہ ۱۷۰۸ جونیر ہائی اسکولوں اور ۲۳۶ سیکنڈری اسکولوں نے جن میں جونیر ہائی کلاسز بھی ہیں، اپنے یہاں فارم کا بندوبست کر لیا ہے۔ ان فارموں کا مجموعی رقبہ گذشتہ ۲۱ر مئی تک ۱۷۵۶۳ ایکڑ ہوتا تھا۔ اسی روز وزیر اعلیٰ فنڈ کا آغاز ہوا جس کا مقصد ان اسکولوں کے ابتدائی اخراجات کیلئے ان کی مالی امداد کرنا ہے۔ شروع ہوتے ہی اس فنڈ کی رقم ۸۸۰۱۵۳ روپیہ تک پہنچ گئی۔ حکام اضلاع کو بھی ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ اس اسکیم کو کامیاب بنانے کی اہمیت اور اسکول فارموں کے لئے زمین حاصل کرنے کی ضرورت کو ذہن نشیں رکھیں۔ حکومت کا یہ بھی ارادہ ہے کہ وہ زمین کو شکمی پر دینے کے موجودہ قواعد میں ایسی ترمیم کر دے کہ کھاتہ داران تعلیمی اداروں کو اپنی زمینیں دے سکیں۔

تعلیم کی ریاستی کونسل

حکومت نے اس اسکیم کو لیاقت کے ساتھ چلانے کیلئے اپنے صدر مقام میں ایک تعلیم کی ریاستی کونسل بھی بنا دی ہے۔ اس کے صدر وزیر اعلیٰ، نائب صدر وزیر تعلیم اور ممبران حسب ذیل ہیں:۔

وزیر اطلاعات و آبپاشی، وزیر زراعت و مال، وزیر لوکل سلف گورنمنٹ، وزیر صنعت، نائب وزیر پلاننگ، پارلیمنٹری سکریٹری وزیر تعلیم، سکریٹریان تعلیم، زراعت، مال، پلاننگ،

اطلاعات، صنعت اور لوکل سلف گورنمنٹ، ڈائرکٹران تعلیم۔ اطلاعات، زراعت اور گھریلو صنعت۔ ایڈیشنل ڈائرکٹر تعلیم، ڈپٹی ڈائرکٹر صنعت، ڈپٹی ڈائرکٹر تعلیم۔ شری بی۔بی بھٹ افسر بکار خاص تعلیم اس کونسل کے سکریٹری ہیں۔

اسکول کمیٹیاں حکومت نے اس اسکیم کے ماتحت ہر اسکول کیلئے ایک اسکول کمیٹی بنانے کے بھی احکام صادر کر دئے ہیں۔ ہر اسکول کمیٹی گاؤں سبھا کے پردھان، اُپ پردھان، چیرمین انتظام آراضی کمیٹی، اور اس گاؤں کے مکھیا پر مشتمل ہوگی جہاں اسکول قائم ہے۔

اسکول کمیٹیوں کا کام یہ ہوگا۔ اسکول فارم کیلئے زمین حاصل کرنا اور سماجی تقریبات کا انتظام کرنا جہاں طلبا کے والدین آئیں اور اسکول کے خدمات سے واقفیت حاصل کریں۔ یہ کمیٹی اسکول فارم چلانے اور طلبا کو گاؤں کے ترقیاتی کام کرنے میں بھی مدد دے گی۔

ان کے علاوہ ضلع پلاننگ کمیٹی کی ایک ضمنی تعلیم کمیٹی بھی ہر ضلع میں بنائی گئی ہے جو مذکورۂ بالا خدمات کے ساتھ ساتھ اس اسکیم کے سلسلہ میں رائے عامہ کو ہموار کرے گی۔ اس ضمنی کمیٹی کا ایک اہم کام ضلع کی اسکول کمیٹیوں کی سرگرمیوں میں ارتباط قائم کرنا ہے۔ ہر ضمنی کمیٹی حسب ذیل پر مشتمل ہے:-

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (چیرمین) پریسیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ (وائس چیرمین) ضلع پلاننگ کمیٹی کے تین غیر سرکاری ممبران، ضلع افسر زراعت، ضلع پلاننگ افسر، ڈپٹی انسپکٹر اسکول اور ڈسٹرکٹ انسپکٹر اسکول جو اس کے سکریٹری ہوں گے۔

فنی تعلیم فنی تعلیم کی ترقی کے لئے اس سال متعدد اقدامات کئے گئے۔ ایک لاکھ روپیہ ان طلبا کو قرض دینے کے لئے مختص کر دیا گیا جو سائنسی اور فنی تعلیم کا رجحان تو رکھتے ہیں مگر ان کی استطاعت ایسی نہیں ہے کہ وہ اس قسم کی تعلیم حاصل کر سکیں۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹیچیوٹ، گورکھپور کا معیار بلند کر دیا گیا تاکہ وہاں کی تعلیم بھی اعلیٰ درجہ کو پہنچ جائے۔ یہ بھی تجویز ہے کہ سال رواں میں جے۔جے گورنمنٹ پالی ٹکنیک المورڑہ گورنمنٹ پالی ٹکنیک جونپور، گورنمنٹ ٹکنیکل انسٹی چیوٹ

جھانسی اور گورنمنٹ پالی ٹکنیک دہرہ دون میں ہائی اسکول (ٹکنیکل) اور انٹرمیڈیٹ (ٹکنیکل) سرٹیفکٹ کی اسکیم شروع کی جائے جس کیلئے مزید سامان اور عملہ کا بھی انتظام کیا جا رہا ہے۔ اس اسکیم کے نفاذ سے ان اداروں کی فنی تعلیم کا معیار بڑھ جائے گا۔

گورنمنٹ اسکول آف آرٹس اینڈ کریفٹس لکھنؤ کی بھی از سر نو تنظیم کے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ یہ اپنی نوعیت کا سب سے قدیم ادارہ ہے۔ مجوزہ ترقیوں میں سنگ تراشی اور وضع اندازی کے نئے نصابات شروع کرنا عملہ کی شرح تنخواہ بڑھانا تاکہ قابل معلم مل سکیں، اسکول کی عمارت کو توسیع دینا اور لڑکیوں کیلئے ایک نیا ہاسٹل کھولنا شامل ہے۔ اس تنظیم جدید کے لئے ڈاکٹر سمپورنانند وزیر تعلیم کی صدارت میں ایک کمیٹی بھی مقرر کر دی گئی ہے جس کے سکریٹری شری ایل ایم سین پرنسپل ادارۂ ہذا ہیں

ہریجنوں کی تعلیم

ہریجن طلبا کی تعداد میں ہمارے پردیش میں بڑی تیزی کے ساتھ اضافہ ہوا ہے۔ ہریجن ساری ریاست میں مفت تعلیم پاتے ہیں۔ لیکن جن اداروں کو اس سلسلہ میں اخراجات کرنا پڑتے ہیں حکومت اپنی پالیسی کے طور پر ان کے خسارہ کو پورا کر دیتی ہے۔ سنہ ۵۲-۱۹۵۱ء تک حکومت اس مقصد کیلئے ...۶۲ روپیہ سالانہ دیا کرتی تھی۔ مگر حکومت کی ترغیبی کوششوں کے نتیجہ میں ہریجن لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد بڑھنے لگی تو تعلیمی اداروں کے اخراجات بھی اسی تناسب سے بڑھ گئے۔ اس لئے زیر نظر سال میں حکومت نے مزید ۷ لاکھ روپیہ اس مقصد کے لئے رکھا ہے کہ وہ متعلقہ اداروں میں تقسیم کر دیا جائے۔

پست طبقوں کی تعلیم کے لئے حکومت نے دو اور حرفتی تربیت و پیداوار کے مرکز قائم کرنا طے کیا ہے ان پر تقریباً ...۱۵۱ روپیے کی لاگت آئے گی۔ ان میں سے ایک مرکز پہاڑی علاقہ میں دوسرا میدانی علاقہ میں قائم کیا جائے گا۔ ہریجن سہائک محکمہ لکھنؤ کے قریب بخشی کا تالاب میں ایک مرکز پہلے ہی سے چلا رہا ہے۔ نئے مرکزوں سے ہریجنوں کی تعلیمی و حرفتی سہولتوں میں بڑا اضافہ ہو جائے گا۔ نیز ہم بے روزگاری کے مسئلہ کے حل میں بھی ایک

قدم آگے بڑھ جائیں گے۔ یہ مرکز درزی کا کام، چمڑہ کا کام نیز لوہے کی بالٹیاں اور بکس بنانیکا کام سکھائیں گے۔

بہروں کی تربیت

بہروں کی ٹریننگ کے لئے لکھنؤ میں ایک ادارہ کھولا جا رہا ہے جو نہ صرف یوپی بلکہ شاید سارے ملک میں اپنی نوعیت کا پہلا ادارہ ہوگا۔ اسے لکھنؤ کا ڈیف اور ڈمب اسکول چلائے گا جو گونگوں اور بہروں کی تعلیم میں اک عرصہ سے امتیازی کام کر رہا ہے۔ جو نیا ادارہ کھولا جا رہا ہے وہاں یہ تشخیص کی جائے گی کہ بہروں کی سماعت کس حد تک زائل ہوئی ہے اور ان کے لئے کس قسم کی تعلیمی تربیت مناسب ہے۔

مدرسین

بعض ایڈڈ ہائر سکنڈری اسکولوں کے بارے میں سننے میں آیا تھا کہ انھوں نے اپنے کچھ مدرسین ڈسٹرکٹ انسپکٹر اسکول کی منظوری حاصل کئے بغیر الگ کر دئے چنانچہ حکومت نے اس قسم کے اسکولوں کے مینجروں کو آگاہ کر دیا ہے کہ آئندہ ایسی بے قاعدگی نہ کی جائے ورنہ حکومت اسے برداشت نہ کرے گی۔

نئے اسکول

سال رواں میں جو نئے اسکول کھولے گئے ہیں ان میں قابل ذکر دس ابتدائی اسکول اور تین جونیر ہائی اسکول ہیں جو نیتی، مانا اور ہرچیل میں قائم ہوئے ہیں۔ یہ سب کے سب بھارت۔ تبت سرحد پر واقع ہیں۔ ان اسکولوں کا مقصد ان لوگونکی تعلیمی ضرورت پوری کرنا ہے جو اس سرحدی علاقہ میں رہتے ہیں۔ نصاب میں وہاں کے لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ فنِ باغبانی، مویشی پالن، شہد کی مکھیوں کی پرورش اور اُون کی کتائی بھی شامل ہے۔ یہاں ریڈیو سٹ بھی فراہم کئے جائیں گے۔

لوکل باڈیز

ابتدائے سال میں حکومت نے لوکل باڈیز کو ہدایت کی تھی کہ وہ جون ۶۵۴ کے بعد سے ہائر تعلیمی اداروں کی اعانت بند کر دیں اور جو روپیہ بچے

اسے ابتدائی اسکولوں پر صرف کریں۔ مئی تک جو رپورٹیں آئیں ان سے اندازہ ہوا کہ متعلقہ لوکل باڈیز میں کوئی بھی اپنے وسائل میں اتنا اضافہ نہ کر سکا کہ ہائر اسکولوں کو بھی چلاتا رہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہائر اسکول بند ہو جائیں گے۔ اس لئے حکومت نے تعلیمی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ساری صورت حال پر از سر نو غور کیا اور لوکل باڈیز کو ہدایت کی کہ وہ ان کی اعانت جاری رکھیں مگر اس سلسلہ میں سنہ ۵۳-۱۹۵۲ء سے زیادہ اخراجات نہ کریں۔ اس لئے کہ لوکل باڈیز کا اولین فرض ابتدائی تعلیم ہے اور جو اس کا معقول انتظام نہ کر سکے اسے اعلیٰ تعلیم میں اعانت کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔

منصوبہ بند ترقی

زیر نظر سال میں بھی ریاستی حکومت کی زیادہ تر توجہ گاؤں کی منصوبہ بند ترقی پر رہی
ترقیاتی سرگرمیوں میں عوام کا زیادہ تعاون حاصل کرنے اور سرکاری عملے نیز عوام کے درمیان
خوشگوار تعلقات بڑھانے کے خیال سے ۱۹۵۴ء کے اوائل میں طے کیا گیا کہ پردیش بھر میں متعدد
ترقیاتی کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔ یہ فیصلہ گاؤں کے لوگوں کے اس زبردست انہماک اور
دلچسپی کی بنا پر کیا گیا جو انھوں نے شرم دان کی مہم اور ترقیاتی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی
اپیلوں کے سلسلہ میں دکھائی تھی۔ بہت سے ضلعوں میں یہ کانفرنسیں منعقد بھی ہو چکی ہیں۔ ان
کانفرنسوں کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ہیں اور لوگوں میں ترقیاتی کاموں سے دلچسپی
لینے اور تعاون کرنے کا جذبہ بڑھانے میں بہت مدد ملی ہے۔ ضلع کانفرنسوں کے علاوہ
متعدد پرگنہ کانفرنسیں بھی منعقد ہوئی ہیں۔ ان کانفرنسوں کا مقصد بھی عوام میں ترقیاتی
سرگرمیوں سے دلچسپی لینے کی تحریک پیدا کرنا تھا۔

منصوبہ بندی تحقیق و عمل ادارہ

لکھنؤ میں ایک منصوبہ بندی تحقیق و عمل ادارہ ۱۹۵۴ء میں اس
غرض سے قائم کیا گیا کہ ترقیاتی میدان میں جو نت نئے مسائل پیدا
ہوتے رہتے ہیں ان کی باقاعدہ چھان بین کی جائے، جو کام ہو رہے ہیں
ان کی مالیت وغیرہ کا تخمینہ لگایا جائے اور جو تجربات اور انکشافات ہوں ان کی بنیاد پر
ترقی کی عام رفتار کو تیز کرنے میں مدد دی جائے۔ یہ ادارہ مئی ۱۹۵۴ء میں قائم ہوا ہے اور

براہ راست وزیر اعلیٰ کے ماتحت کام کر رہا ہے۔

پائلٹ پروجکٹ اور دوسرے تجربہ طلب امور کے انتخاب میں اسے مدد دینے کیلئے ادارے کی ایک منصوبہ بندی کمیٹی مقرر کی گئی۔ ادارے کے ۵۵-۱۹۵۴ء کے پروگرام میں متعدد دیہی صنعتوں میں پائلٹ پروجکٹ اور بعض اجتماعی منصوبوں میں خاص خاص توسیعی کام شروع کرنے کی تجویز شامل ہے۔ دیہی صنعتوں میں ایک کرگھا صنعت بھی ہوگی جس میں پائلٹ پروجکٹ شروع کرنے کی تجویز ہے۔ اس کے علاوہ یہ ادارہ دیہاتوں کے جونیر ہائی اسکولوں میں نئی تعلیمی اسکیم کے عمل درآمد اور گاؤں والوں کی زندگی پر اجتماعی ترقی کے منصوبوں کے اثرات کا بھی مطالعہ کرے گا۔ جہاں تک امداد باہمی انجمنوں کا تعلق ہے ادارے کو گاؤں کے ان بنیادی عناصر کا خاص طور سے مطالعہ کرنا ہے جو امداد باہمی تحریک میں معاون ہوتے ہیں یا اسے محدود اور ناکام بنانے کا باعث ہوتے ہیں۔

اس سال ادارے نے جن عام انتظامی مسائل کا مشاہدہ اور تجزیہ شروع کیا یہ ہیں۔ (۱) کاغذی کارروائی کو کم کرنے کے امکانات، حسابات، گوشواروں، نقشوں اور کاغذات کو جامع بنانے اور صحیح طور سے رکھنے (۲) ضلع منصوبہ بندی دفتروں کو از سر نو تنظیم دینے (۳) اختیارات کو نامرکزی بنانے کے مسائل نیز (۴) مختلف عوامی کمیٹیوں کا طریق عمل اور (۵) دیہی کارکن۔ حقیقتاً اس کا کام کیا ہے، وہ کتنا کام کر سکتا ہے اور کس حد تک سودمند ثابت ہو سکتا ہے۔ ان مسائل کا مشاہدہ اور تجزیہ بالترتیب علی گڑھ، اٹاوہ، کانپور، اعظم گڑھ اور دیوریا کے ضلعوں میں کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ ادارے کے مجوزہ پائلٹ تجربات سے ترقیاتی محکموں اور ان کے کارکنوں کو بڑی مدد ملے گی۔ اس ادارے کو علیحدہ محکمہ کی شکل دینا مقصود نہیں ہے اور نہ یہ علاحدہ محکمہ بن ہی سکتا ہے۔ اس کا مقصد مختلف ترقیاتی

محکموں کے معاون کی حیثیت سے کام کرنا اور ان محکموں کو اپنے تجربات و مشاہدات کے نتائج فراہم کرنا ہے تاکہ پردیش زیادہ تیزی سے ترقی کی شاہراہ پر آگے بڑھ سکے۔

اجتماعی منصوبے

ہندوستان میں جو ۵۵ اجتماعی منصوبے ۱۹۵۲ء میں گاندھی جینتی کے موقع پر شروع کئے گئے ان میں سے یو۔پی کو ۶ منصوبے جن کا رقبہ ۴۰۰۰ مربع میل اور آبادی ۲۱ لاکھ تھی الاٹ کئے گئے۔ ان منصوبوں کے ماتحت ۱۸ بلاک قائم کئے گئے جن میں سے نو بلاکوں میں ۲ر اکتوبر ۱۹۵۲ء سے کام شروع ہو گیا اور باقی بلاکوں میں کام بعد میں شروع ہوا۔ مزید آٹھ اجتماعی منصوبہ بلاکوں کا افتتاح ۲ر اکتوبر ۱۹۵۳ء کو ہوا۔ اس وقت اجتماعی منصوبوں کا مجموعی رقبہ ۵۹۸۸ مربع میل اور آبادی تقریباً ۲۶ لاکھ ہے۔

اجتماعی منصوبوں کی پہلی سالگرہ کے موقع پر ۲ر اکتوبر ۱۹۵۳ء کو ڈویلپمنٹ کمشنر نے تقریر کرتے ہوئے کہا:-

"یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یو۔پی میں اجتماعی منصوبے کے پہلے سال میں جو کام ہوا ہے اس نے ہمیں کامیابی کا یقین دلا دیا ہے اور اب ہم بجا طور پر امید کر سکتے ہیں کہ تھوڑی ہی مدت میں ہم اپنے مقصد کو حاصل کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اجتماعی منصوبے کے علاقے کے لوگوں میں بہتر زندگی کی تمنا اور خواہش پائی جانے لگی ہے اور ان منصوبوں نے پردیش کے لوگوں کو پر اُمید اور خود اعتماد بنا دیا ہے۔"

ڈویلپمنٹ کمشنر کے ان خوش آیند توقعات کی تائید بعد کی رپورٹوں سے بھی ہوئی جن میں ان کاموں کا ذکر کیا گیا ہے جو اجتماعی منصوبے کے علاقوں میں عوام کی دلچسپی اور ان کے اشتراک و تعاون سے ہوئے ہیں اور جن پر پردیش کو بجا طور

سے فخر ہو سکتا ہے۔

پہلا سال

پہلے سال کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ عوام میں بلند معیار زندگی، نئے خیالات اور زندگی کے نئے طریقوں کو اپنانے کی خواہش پیدا کرنے، خود کوشی، خود اعتمادی اور باہمی عمل کا جذبہ بڑھانے، دیہی انجمنوں کی تنظیم، فنی امداد اور صلاح و مشورے کی آسانیاں فراہم کر کے پیداوار کی کارکردگی میں اضافہ کرنے، ایک فلاحی ریاست کی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر ایسا نظام جس میں سرکاری اور غیر سرکاری سبھی لوگ تعمیری سرگرمیوں میں متحد ہو کر کام کر سکیں ترتیب دینے اور متبادل اور نئے مشاغل مہیا کر کے روزگار کے مواقع بڑھانے کے منصوبوں میں جو اجتماعی منصوبوں کے فوری مقاصد ہیں کامیابی کی پوری امید ہے۔

رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اجتماعی منصوبوں کے طویل المدتی مقاصد یعنی دیہاتوں کی بھرپور اور منصوبہ بند ترقی کے لئے تمام وسائل سے کام لینے اور لوگوں کو احتیاج، فاقہ کشی، امراض اور جہالت سے نجات دلانے کی کوششیں بھی بہت جلد بار آور ہوں گی۔

زراعت

اس سال سب سے نمایاں کامیابی زراعت کے پروگرام میں ہوئی۔ زراعت کے ....۳ سے زیادہ عملی مظاہروں، ۵ء۲ لاکھ من سے زیادہ خالص قسم کے بیجوں کی تقسیم اور بہتر قسم کے فرٹی لائزر، ہری کھاد اور آلات زراعت کے استعمال کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہم فصلوں مثلاً گیہوں، جو، دھان، آلو، مٹر اور گنے کی اوسط پیداوار بہت بڑھ گئی۔ وافر مقدار میں خالص بیجوں کی افزائش کا پروگرام جس کا مقصد گھٹیا بیجوں کی جگہ ترقی یافتہ اول درجے کے بیج رائج کرنا ہے مظاہرے کی منزل سے گزر کر دوسری منزل میں داخل ہوا یعنی تمام پرانے بلاکوں اور بعض نئے بلاکوں میں صرف اول درجے کے بیجوں کی بوائی شروع کی گئی۔ امید ہے کہ ایک سالی

سے کم مدت میں گیہوں، مٹر اور مکئی کے جملہ زیر کاشت رقبہ میں ترقی یافتہ بیج بوئے جانے لگیں گے اور چنا، جو اور دھان کے ۶۰ فیصدی رقبہ کیلئے ترقی یافتہ بیج مہیا ہو جائیں گے۔

مونگ ٹی نمبرا آلو اور گیہوں کی ترقی یافتہ طریقوں سے کھیتی اور بیک وقت دوسری فصلوں کے ساتھ ان کی کاشت سے کسانوں کو ۹۰ روپئے فی ایکڑ کا زائد منافع ہوا کھیتوں میں باقاعدگی کے ساتھ ہری کھاد دینے کا ایک پروگرام شروع کیا گیا اس لئے کہ ہری کھاد سے پیداوار کے ۵۰ سے ۱۰۰ فیصدی تک بڑھ جانے کی توقع ہے۔ اس کے علاوہ ۱۹۵۴ء کے موسم برسات میں اجتماعی منصوبے کے علاقوں میں کم سے کم ۲۵ فیصدی چوماس کھیتوں میں ہری کھاد پیدا کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ بعض نئی فصلوں مثلاً برسیم کی کاشت بھی شروع کی گئی۔ مشرقی ضلعوں میں آلو اور گیہوں ایک ہی کھیت میں بونے کا رواج بڑھ رہا ہے۔ متعدد بلاکوں میں گنے کی ترقی یافتہ طریقوں سے کاشت شروع کی گئی۔

زراعت کے ساتھ ساتھ باغبانی کی ترقی کی بھی منظم کوشش کی گئی۔ کاشتکاروں کو سستے پودے، بیج اور قلمیں مہیا کرنے کی غرض سے ۱۳۰ پودگھر قائم کئے گئے۔ باغوں کے رقبہ میں بھی ۶۴۴ ایکڑ کا اضافہ ہوا۔ ہزاروں کی تعداد میں ایندھن اور پھلوں کے درخت لگائے گئے۔ اس کے علاوہ مزید ۱۰، ۲۲۱ ایکڑ رقبے میں ترکاریوں کی کاشت شروع ہوئی۔ پہاڑی ضلعوں میں جنگل لگانے اور باغبانی کو ترقی دینے کی طرف خاص توجہ کی گئی۔

منصوبے کے علاقوں میں ۲۱ مئی ۱۹۵۴ء تک مزید ۱۱۴۲۱۵ ایکڑ رقبے کے لئے سینچائی کی سہولتیں مہیا ہو گئیں۔ امید ہے کہ تقریباً ۲ سال کے اندر اجتماعی منصوبے کے علاقوں میں ۵۰ فیصدی قابل کاشت رقبہ کیلئے آبپاشی کی آسانیاں مہیا ہو جائیں گی۔

مفاد عامہ کے کاموں کے سلسلے میں پنچایت گھر اسکول اور بیج گوداموں کی ۶۲۶ عمارتیں تعمیر ہوئیں اور ۴۷ میل پکی اور ۸۰۰ میل کچی سڑکیں بنائی گئیں۔ اس سلسلے میں گاؤں والوں نے نقد، محنت اور سامان کی شکل میں جو مدد دی اس کی مالیت ۲۰۸۳۰۰۰ روپئے سے

زیادہ تھی۔

صحت اور تعلیم صحت کے پروگرام میں توسیع کے باعث ہیضے، چیچک اور ملیریا کی بیماریوں میں نمایاں کمی ہو گئی۔ سات نئے شفا خانے اور متعدد زچہ بچہ کے اسپتال قائم کئے گئے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کو ہیضے اور چیچک کے ٹیکے لگائے گئے۔ ۶۲ مواضعات میں ملیریا دشمن کارروائیاں کی گئیں اور معمولی بیماریوں کے سلسلے میں ۱۶۲۱۷۷ آدمیوں کا علاج کیا گیا۔ سماجی تعلیم کے پروگرام کو خالص عوامی پروگرام بنانے کے لئے اسے خود کوشی کی بنیاد پر شروع کیا گیا۔ اس پروگرام میں لوگوں کو خواندہ بنانے پر خاص طور سے زور دیا گیا چنانچہ ۱۱۶۰۹ بالغوں نے لکھنا پڑھنا سیکھا۔ اس کے ساتھ ساتھ متعدد اجتماعی مرکز اور لائبریریاں بھی لوگوں کی تفریح اور ان کی معلومات میں اضافہ کرنے کی غرض سے قائم کی گئیں۔ بلاکوں کو کافی تعداد میں سینما پروجکٹر اور جنرٹیر فراہم کئے گئے۔ فنون لطیفہ مثلاً شاعری اور موسیقی کے سلسلے میں بھی مقامی باشندوں کی ہمت افزائی کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں خاص طور سے جو پروگرام مقبول ہوا وہ بلاک ہیڈکوارٹروں پر کسان میلوں کا پروگرام تھا۔ ان میلوں میں کثیر تعداد میں گاؤں والے شریک ہوئے اور یہ میلے گاؤں والوں کو مفید معلومات بہم پہنچانے کا موثر ذریعہ ثابت ہوئے۔

نگہداشت مویشی کے پروگرام کے سلسلے میں بہتر نسل کی گائیں اور بھینسیں خریدنے کیلئے لوگوں کو قرضے دئے گئے، مصنوعی طریقے سے گابھن کرنے کے ۱۵ مرکز سانڈوں کے متعدد مرکز قائم کئے گئے، کمزور سانڈوں کو بدھیا کرنے کا انتظام کیا گیا، مچھلیوں کی افزائش کے لئے تالابوں میں مچھلیوں کے بچے مہیا کئے گئے اور مرغیوں کی پرورش کے متعدد بلاک قائم کئے گئے۔ مویشیوں کو بیماری سے محفوظ رکھنے کے لئے ۵۷۸۵۰۰ راس مویشیوں کو ٹیکے لگائے گئے جس سے بیل روگ اور بخار میں جو مویشیوں کی انتہائی خطرناک بیماریاں ہیں بہت کمی ہو گئی۔ بڑی تعداد میں مویشیوں کے میلے اور نمائشیں بھی منعقد ہوئیں۔

دستکاری دیہی صنعتوں اور دستکاریوں کی ترقی کے سلسلے میں سب سے نمایاں کامیابی امداد

باہمی اینٹ بھٹوں کا قیام ہے جو بڑی تعداد میں قائم ہوئے۔ یاد ہوگا کہ سب سے پہلا امداد باہمی اینٹ بھٹہ اٹاوہ پائلٹ پروجکٹ کے علاقے میں سنہ ۴۹-۱۹۴۸ء میں قائم ہوا۔ یہ بھٹہ صحیح معنوں میں "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" کا مصداق تھا۔ ان دنوں دیہاتوں میں اینٹ بھٹوں کی نایابی تھی حتیٰ کہ پائلٹ پروجکٹ کے ہیڈکوارٹر مہیوا سے ۱۸ میل کے حلقہ کے اندر ایک بھی اینٹ بھٹہ نہیں تھا۔ چنانچہ پروجکٹ کو سب سے بڑی دشواری یہ پیش آئی کہ بیج گودام، اسکول، پنچایت گھر، شفاخانے اور دیوار وغیرہ بنانے کیلئے اینٹیں نہیں مل رہی تھیں۔ اس دقت کا صرف یہی حل تھا کہ اینٹیں دور دراز کے مقامات سے منگوائی جائیں یا خود اس علاقے میں بھٹہ قائم کیا جائے۔ باہر سے اینٹیں منگوانے میں بہت زیادہ مصارف کا سامنا تھا اس لئے بہترین حل یہی سمجھا گیا کہ بھٹہ قائم کیا جائے۔

پہلے امداد باہمی اینٹ بھٹے پر سنہ ۴۹-۱۹۴۸ء میں جو کام ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اس میں حقیقتاً چھوٹے پیمانے کی ایک عمدہ دیہی صنعت کے بیشتر خصوصیات موجود ہیں۔ چنانچہ اگلے سال اس طرح کے بھٹوں کی تعداد چھ ہوگئی۔ سنہ ۵۱-۱۹۵۰ء میں یہ تعداد بڑھ کر ۱۶ اور بعد کے دو برسوں میں ۳۲ اور ۱۹۴ ہوگئی۔ پچھلے سال ان بھٹوں کی تعداد ۵۲۰ تک پہنچ گئی۔ ان ۵۲۰ امداد باہمی اینٹ بھٹوں نے ۴۲۰۰۰ سے زیادہ آدمیوں کو براہ راست اور ۱۰۰۰۰ آدمیوں کو بالواسطہ روزگار مہیا کیا اور ۱۰ کروڑ سے زیادہ اینٹیں تیار کیں جن کی قیمت ۲ کروڑ روپے ہے۔ سنہ ۵۵-۱۹۵۴ء کے اسی سال میں امداد باہمی اینٹ بھٹوں کی تعداد تقریباً دگنی ہو رہی ہے اور امید ہے کہ سنہ ۵۶-۱۹۵۵ء میں ان بھٹوں کی تعداد ۲۰۰۰ ہو جائے گی۔

اس پروگرام کا ایک قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ گاؤں والوں نے فرصت کے زمانے میں اپنے مکانوں کے لئے خود اینٹیں تیار کیں۔ خالی اوقات میں اینٹیں تیار کرنے کا کام ضلع اٹاوہ کے دو مواضعات بھوانی پورہ اور ہری کانگلا میں ہریجنوں نے کیا۔ حکومت نے ہریجن فلاحی فنڈ سے کوئلہ کا چورا فراہم کرکے ان کی مدد کی۔

یو۔پی میں پچھلے سال تک جو ۵۲۰ امداد باہمی اینٹ بھٹے قائم ہوئے تھے ان میں سے

۱۰۲ اجتماعی منصوبے کے علاقوں میں واقع ہیں۔ ان بھٹوں نے ۳۱ مئی ۱۹۵۴ء تک ۱٫۰۳ لاکھ اینٹیں تیار کیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اینٹ کی قیمت گر گئی اور پروجکٹ کے علاقوں میں نیز دوسری جگہ اینٹ کی تیاری کی رفتار بڑھ گئی۔ جھانسی میں جہاں اینٹوں کے لئے اچھی مٹی دستیاب نہیں ہے امداد باہمی بنیاد پر سمنٹ کی اینٹیں تیار کرنے کا کام شروع کیا گیا۔

امداد باہمی اینٹ بھٹوں کے علاوہ پروجکٹ کے علاقوں میں بیلہ پروری اور شہد کی مکھیوں کی پرورش بھی شروع کی گئی۔ شہد کی مکھیوں کی پرورش ضلع دیوریا کے سلیم پور بلاک اور بیلہ پروری پوڑی گڑھوال میں جونسار باور کے بلاک میں شروع کی گئی۔ بعض بلاکوں میں کھادی کا پروگرام کافی آگے بڑھا۔ گرور (الموڑہ) میں نجاری اور چمڑے کے سامان کی تیاری کی تربیت کیلئے ایک ٹیوشنل کلاس کھولا گیا۔ دیوبند (سہارنپور) میں درزی گیری اور بوٹ سازی کا ایک تربیتی درجہ کھولا گیا۔ ان بلاکوں میں چمڑا اتارنے اور مردہ جانوروں کے مفید استعمال کی تربیت دینے کے لئے متعدد مرکز قائم کئے گئے اور مقامی لوگوں کی، جو پہلے ہی سے اس کاروبار میں لگے ہوئے ہیں، امداد باہمی انجمنیں قائم کی جارہی ہیں۔ دو بلاکوں یعنی سلیم پور اور رین پوری میں چمڑا کمانے والوں کی امداد باہمی انجمنیں قائم کی گئیں۔

دیہی دستکاریوں کو ۵۵-۱۹۵۴ء میں وسعت اور ترقی دینے کے لئے متعدد تجویزیں زیر غور ہیں۔ متعدد نئے ٹیوشنل کلاس کھولے جارہے ہیں۔ بعض منتخب علاقوں میں کھجور سے گڑ بنانے کا کام بھی شروع کیا جارہا ہے۔

قومی توسیعی سروس

پردیش میں پہلے اجتماعی منصوبوں کے شروع ہونے کے ایک سال بعد ۲ اکتوبر ۱۹۵۳ء کو دس منتخب ترقی بلاکوں میں قومی توسیعی سروس کا افتتاح ہوا۔ ان میں سے ہر بلاک میں تقریباً ۱۰۰ مواضعات تھے۔ اس کے بعد ۱۹۵۴ء میں یوم جمہوریہ کے موقع پر مزید ۳۰ بلاکوں میں یہ سروس شروع کی گئی۔ باقی بلاکوں میں بھی بعد کو قومی توسیعی سروس شروع ہوگئی۔ اس طرح یو۔پی میں کوئی ایسا ضلع نہیں رہ گیا جس میں اجتماعی منصوبوں

یا قومی توسیعی سروس کے ماتحت ترقیاتی بلاک قائم نہ ہو گیا ہو۔

پنج سالہ منصوبے کے ماتحت یو۔پی میں ۱۱۰ قومی توسیعی سروس بلاک کے قیام کی منظوری دی گئی۔ زیر تبصرہ سال کے اختتام پر ۱۴ بلاکوں میں جن میں ۵۲۰۰ مواضعات شامل تھے اور جن کی آبادی ۲۷٫۸ لاکھ تھی زور و شور سے کام ہو رہا تھا۔ مارچ ۱۹۵۵ء سے قبل مزید ۳۰ بلاک قائم کر دینے کا پروگرام ہے۔ اس سروس کا مقصد یہ ہے کہ تقریباً ۱۰ سال کے عرصہ میں سارا یو۔پی بھرپور ترقیاتی سرگرمیوں کے دائرہ میں آجائے۔

قومی توسیعی سروس بلاکوں کا پروگرام اجتماعی منصوبہ بلاکوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ اس پروگرام میں قابل کاشت پرتی زمینوں کی بازیابی، خرید و فروخت کی سہولتوں میں اضافہ، اعلیٰ قسم کے بیجوں کی فراہمی، ترقی یافتہ زرعی آلات اور طریقوں سے کام لینا، مویشیوں کے علاج کا بندوبست، مویشیوں کے افزائش نسل کے مرکزوں کلیدی مواضعات بلاکوں اور مصنوعی طریقے سے گابھن کرنے کے مرکزوں کا قیام، مچھلیوں کی پرورش کی ترقی، زمین کا تحفظ، سڑکوں، وچیلیوں، پلوں وغیرہ کی مرمت اور نگہداشت، سماجی تعلیم اور لائبریریوں کا بندوبست۔ وباؤں کا استیصال، دائیوں اور مڈوائفوں کی سہولت کی فراہمی، حفظان صحت اور پانی کی سپلائی کا بہتر انتظام، خاص یا ضمنی پیشوں کے طور پر گھریلو صنعتوں اور دستکاریوں کا قیام، گاؤں پنچایتوں میں نئی روح پیدا کرنے اور امداد باہمی نیز خودکوشی کی تحریکیں شروع کرنیکا کام شامل ہے۔

ریاستی حکومت نے قومی توسیعی سروس کے علاقوں میں رہنے والوں کی مدد عطیات وغیرہ سے کی۔ لیکن اسے علامتی امداد کہنا چاہیئے اس لئے کہ سروس کا اصل مقصد لوگوں میں خودکوشی کا جذبہ پیدا کرنا ہے تاکہ ترقیاتی پروگرام کی تکمیل حتی الامکان عوام ہی کی محنت اور کوششوں سے ہو۔ ان بلاکوں کی ۳۱ مئی ۱۹۵۴ء کو ختم ہونے والی مدت کی رپورٹ میں خاص طور سے اس کامیابی کا ذکر کیا گیا ہے جو امداد باہمی انجمنوں کے قائم کرنے میں ہوئی ہے۔ دیہاتوں

میں زیادہ سے زیادہ امداد باہمی انجمنیں اور بیج گودام قائم کرنے کی مہم شروع کی گئی تاکہ لوگوں کو قرض وغیرہ کی سہولتیں حاصل ہو سکیں۔ مقصد یہ تھا کہ ایک گاؤں میں ایک امداد باہمی انجمن اور اتنے بیج گودام قائم ہو جائیں جو اس گاؤں کے لئے مطلوبہ مقدار میں عمدہ قسم کے بیج بلا تامل فراہم کر سکیں۔ چنانچہ اس مہم کے نتیجہ میں ۸۰۰ امداد باہمی انجمنیں قائم ہو گئیں۔

کثیر تعداد میں امداد باہمی انجمنوں کے قیام سے گھریلو صنعتوں کے قائم کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔ ان صنعتوں کیلئے جملہ ۱۴۴ بلاکوں سے اسکیمیں موصول ہوئی ہیں۔ ان میں سے بعض اسکیمیں منظوری کی منزل سے گزر کر سال کے اختتام پر عملی جامہ پہن رہی تھیں۔ اس کے علاوہ آبپاشی کی سہولتوں کے بندوبست میں بھی نمایاں کامیابی ہوئی۔ ۳۱ مئی تک ۷۹ نل کنوئیں ۸۲۰ پکے کنوئیں اور ۹۱ بندھیاں تعمیر کی گئیں اور ۱۲ میل لمبی نہریں نکالی گئیں۔ تقریباً ۶۰۰ تالاب گہرے کئے گئے اور ۲۰۰۰ سے زیادہ رہٹ نکالے گئے اور مرمت ہوئی۔ ان اقدامات کے علاوہ گولوں کی صفائی اور پمپنگ مشینوں کے نصب ہونے کی وجہ سے ان بلاکوں میں آبپاشی کے رقبہ میں ۶۶۵۰۰ ایکڑ کا اضافہ ہو گیا ہے۔ قومی توسیعی سروس کو شروع ہوئے ابھی ایک سال نہیں ہوا لیکن اس تھوڑے سے عرصہ میں جتنا کام ہوا ہے وہ بڑی کامیابی ہے۔

عوام کی دلچسپی

مختلف ترقیاتی پروگراموں سے عوام نے جو انہماک اور دلچسپی دکھائی وہ بہت ہمت افزا تھی۔ ان کی مدد سے ۳۰۰ میل سے زیادہ سڑکیں تعمیر کی گئیں اور ۴۰۰ میل سے زیادہ سڑکوں کی مرمت کی گئی۔ اس کے علاوہ ۸۸۰۰ پھلوں کے درخت اور ۲۱۰۰ ایندھن کے کام آنے والے درخت لگائے گئے، پانچ پودگھر اور متعدد امداد باہمی اینٹ بھٹے قائم کئے گئے، ۶۷ پنچایت گھر، ۱۹۱ گاندھی چبوترے اور ۷۹ پلیاں تعمیر ہوئیں اور ۸۴۰۰ کمپوسٹ کے گڑھے اور ۱۰۰۰ سوختے تیار کئے گئے۔ سماجی تعلیم کے پروگرام کے سلسلے میں ۸۷ بالغوں کے اسکول اور ۲۹ پرائمری اسکول کھولے گئے۔ ۳۱ لائبریریاں اور مطالعہ گھر اور متعدد تفریحی مرکز قائم کئے گئے۔

تیس نئے بلاکوں کے قیام کے انتظامات تکمیل کے قریب ہیں۔ جن ضلعوں میں یہ بلاک قائم کئے جائیں گے ان کا انتخاب ہو گیا ہے اور ان علاقوں میں آمد و رفت اور سینچائی کی سہولتیں بڑھانے کے لئے سروے شروع کیا گیا ہے۔ ان بلاکوں کے لئے کارکنوں کا انتخاب بھی عمل میں آچکا ہے۔ امید ہے کہ نئے بلاکوں کے افتتاح تک ہر سطح کے تربیت یافتہ کارکن مہیا ہو جائیں گے اور ان علاقوں کی ہمہ گیر ترقی کی غرض سے ان کا مکمل سروے ہو جائیگا۔

پردیش کے ہر اجتماعی منصوبہ اور قومی توسیعی سروس بلاک میں عام صحت اور آنکھ کے امراض کی جانچ کی ایک جامع اسکیم شروع کرنے کی تجویز ہے۔ اس اسکیم سے لوگوں کو اور جو فوائد ہوں گے ان کے علاوہ غریب اسکولی بچوں اور دوسرے لوگوں کو مفت یا کم قیمت کے چشمے فراہم کئے جائیں گے۔ ہر گاؤں ضلع سیتا پور کے قومی توسیعی سروس بلاک کی تقریباً ۵۰ فیصدی آبادی کی جانچ اس اسکیم کے ماتحت کی جا چکی ہے اور دوسرے دو بلاکوں کے لوگوں کی جانچ کی جا رہی ہے۔

کارکنوں کی تربیت

ترقیاتی پروگراموں کی کامیابی کا انحصار بڑی حد تک تربیت یافتہ عملے کی دستیابی پر ہے۔ یو۔پی میں کارکنوں کی تربیت کا پروگرام دیہی تعمیر نو کے کام کی توسیع کے دوش بدوش چل رہا ہے۔ ہندستان میں سب سے زیادہ تربیت یافتہ دیہی کارکن یو۔پی ہی میں ہیں۔ اس وقت ۱۶۰۰۰ کثیر مقصدی کارکنوں کی تربیت کی ایک اسکیم پر کام ہو رہا ہے۔ ان کارکنوں میں ۱۲۰۰۰ دیہی کارکن اور تقریباً ۴۰۰۰ گروپ اور ضلع کارکن شامل ہیں۔ اس اسکیم کے ماتحت ۲۴ تربیتی و توسیعی مرکز قائم کئے گئے ہیں۔ گزشتہ فروری میں ان مرکزوں سے تقریباً ۵۰۰ دیہی کارکن تربیت مکمل کر کے نکلے۔ بخشی تالاب لکھنؤ کے تربیتی و توسیعی مرکز میں ۳۰ گروپ کارکنوں نے جولائی میں اپنی تربیت مکمل کر لی۔ نئے قومی توسیعی سروس بلاکوں کے بندوبست کے لئے مزید ۴۰۰ دیہی کارکنوں کو اس مرکز میں ۶ ماہ کی تربیت دی جا رہی ہے۔

پنچایت

یو۔پی کی ۳۶۰۰۰ گاؤں پنچایتوں نے ۵۴-۱۹۵۳ء کے مالی سال میں ۲،۲۰ کروڑ روپئے سے زیادہ کے تعمیری کام کئے۔ اس طرح پنچایتوں نے ۱۹۴۹ء سے اب تک جو ترقیاتی کام کئے ہیں ان کی مالیت ۹،۵۳ کروڑ روپئے ہوتی ہے۔ گاؤں والوں نے ترقیاتی سرگرمیوں کے سلسلے میں بلامعاوضہ جو کام کئے ہیں ان کی مالیت کا تخمینہ ۵،۸۳ کروڑ روپئے کیا جاتا ہے۔ پنچایتوں نے اپنے فنڈ سے براہ راست ۳،۰۷ کروڑ روپئے صرف کئے۔ پچھلے چند برسوں میں پنچایتوں نے سیکڑوں ترقی کی اسکیموں اور تعمیری منصوبوں کو عملی جامہ پہنا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ نظام جس نے دیہاتوں میں ترقی کی ایک نئی راہ پیدا کر دی ہے باقی رہے گا۔

گاؤں پنچایتوں نے ۵۴-۱۹۵۳ء میں ۵۰۰۰ میل لمبی سڑکیں، ۱۰۱۳ پنچایت گھر، ۸۴۸ گاندھی چبوترے، ۳۴۳۰ پینے کے کنوئیں اور ۱۰۰۰۰ سے زیادہ رجبہے تعمیر کئے۔ اس کے علاوہ انھوں نے ۱۰۵ میل لمبی نالیاں کھودیں، ۱۱۶۰۰ میل سڑکوں کی مرمت کی، ۱۰۵۲ لائبریریاں، ۱۲۳۸ اسکول اور ۹۹۲۵ اکھاڑے قائم کئے، ۷۵۵ ریڈیوسٹ لگائے اور ۱۶۰۰۰ سے زیادہ سڑک کی لالٹینیں نصب کیں، ۵۶۷۸ دواؤں کے بکس خریدے اور ۱۶ لاکھ ۴۳ ہزار درخت لگائے۔ پنچایتی عدالتوں نے گزشتہ ۳۱ر مارچ تک ۱۴ لاکھ مقدموں کا جو ان عدالتوں میں دائر ہوئے تھے تصفیہ کیا۔ ان اخراجات کا اندازہ لگانا دشوار ہے جو پنچایتی عدالتوں کی عدم موجودگی میں ان مقدموں کے شہری عدالتوں تک جانے میں ہوتے۔

گاؤں پنچایتوں کے ممبروں، گاؤں سبھاؤں کے صدر اور نائب صدر اور پنچایتی عدالتوں کے پنچوں اور سرپنچوں کی میعاد عہدہ ایک سال بڑھا دی گئی اسلئے کہ حکومت یو۔پی نے پنچایتوں کے عام انتخابات اس وقت تک ملتوی رکھنے کا

فیصلہ کیا جب تک پنچایت راج ایکٹ کی ترمیمیں قانون کی شکل نہ اختیار کریں۔
پنچایت راج کے جوائنٹ ڈائرکٹر نے ۳۶۰۰۰ گاؤں سبھاؤں سے پنچ سالہ منصوبے کو بروئے کار لانے میں پورا پورا حصہ لینے اور ہر ممکن مدد دینے کی اپیل کی۔ انھوں نے یہ بھی اپیل کی کہ ہر گاؤں میں کم سے کم ایک ایکڑ رقبہ میں باغ یا جنگل لگائے جائیں۔ دیہاتوں کے لئے جدید طرز کے مکانوں کا ایک نقشہ حکومت نے پنچایتوں کو بھیجا اور یہ مشورہ دیا کہ ابتداً ہر پنچایتی عدالت کے حلقہ میں ایک مکان اس نقشہ کے مطابق تعمیر کیا جائے۔ گزشتہ دیوالی کے موقع پر گاؤں پنچایتوں نے ایک صفائی ہفتہ منایا۔ کثیر تعداد میں لوگوں نے پنچایتوں کو عطیات بھی دئے۔ ضلع بلند شہر کے ایک گاؤں میں گاؤں سبھا کے پردھان نے پنچایت گھر تعمیر کرنے کے لئے ۲۰۰۰ روپئے کا عطیہ دیا۔ اس کی تقلید تقریباً نصف درجن دوسرے لوگوں نے بھی کی اور چند دنوں میں پنچایتوں کو ۳۳۰۰ روپئے سے زیادہ عطیے میں ملے۔ ایک اور گاؤں میں اسکولی عمارت کی تعمیر کیلئے ایک شخص نے ۵۰۰ روپئے دئے۔ ٹہری گڑھوال میں ایک گاؤں والے نے لڑکیوں کے اسکول کیلئے ایک مکان عطیہ کے طور پر دیا۔ اس طرح کے عطیوں کے اطلاعیں برابر موصول ہو رہی ہیں۔

زیر تبصرہ سال میں حکومت نے ہر ضلع مجسٹریٹ کو ۶۰۰ روپئے اس غرض سے دئے کہ تعمیری کاموں کے سلسلے میں جس گاؤں سبھا کا کام اپنے ضلع کی دوسری گاؤں سے اچھا رہے اسے انعام دیا جائے۔

پنچایت راج ایکٹ ترمیمی بل

پنچایت راج ایکٹ میں ترمیم کیلئے ایک بل ایوان کے سامنے ہے۔ اس بل میں گاؤں سبھا کی ممبری اور انتخابات میں حصہ لینے کی اہلیت کی پابندیوں کو نرم کر دینے کی تجویز رکھی گئی

ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی تجویز ہے کہ گاؤں سبھا کی ممبری کی دفعہ کو عوامی نمائندگی کے قانون کی متعلقہ دفعہ کے مطابق بنا دیا جائے۔ اس بل کا ایک منشا یہ بھی ہے کہ گاؤں سبھا کا صدر اس شخص کو ہونا چاہئے جس کی عمر ۳۰ سال سے کم نہ ہو اور جو دیوناگری رسم خط میں ہندی پڑھ لکھ سکتا ہو۔ ترمیمی بل میں گاؤں پنچایتوں کو اپنے انتظام میں آیورویدک، یونانی اور ایلوپیتھک شفاخانوں کے علاوہ ہومیوپیتھک شفاخانے قائم کرنے کا اختیار بھی دیا گیا ہے۔

پرانتیہ رکشک دل اور شرم دان

پرانتیہ رکشک دل جو ۸۰۰۰۰ رضاکاروں پر مشتمل ہے گاؤں والوں کو سماج دشمن عناصر سے محفوظ رکھنے، امراض کے خلاف انسدادی تدبیریں عمل میں لانے اور بڑے بڑے میلوں اور دوسرے اجتماعات کا انتظام کرنے اور خودکوشی کی تحریک کو آگے بڑھانے کے فرائض کی انجام میں بدستور منہمک رہا۔ گاؤں پنچایتوں کے ساتھ ساتھ پرانتیہ رکشک دل نے بھی دیہاتوں میں تعمیری سرگرمیوں کی رفتار کو تیز تر کرنے میں بڑا حصہ لیا۔

زیر نظر سال میں پرانتیہ رکشک دل نے بعض ضلعوں میں شرم دان کلب قائم کئے اور شرم دان کی دو بڑی مہمیں، جنوری اور مئی میں چلائیں۔ ان مہموں کے نتیجہ میں گزشتہ دسمبر تک ایک کروڑ ۲۱ لاکھ روپئے سے زیادہ مالیت کے کام ہوئے اور امید ہے کہ مئی کی مہم میں جو کام ہوئے ہیں ان کی مالیت ۲ کروڑ روپئے کی ہوگی۔

پردیش کی عظیم انسانی طاقت کو جو کچھ عرصہ پہلے تک معطل پڑی تھی باقاعدہ منظم کرنے کی کوشش پہلے پہل نومبر ۱۹۵۲ء میں کی گئی اور پرانتیہ رکشک دل نے پردیش کے مختلف حصوں میں کیمپ کر کے لوگوں میں ترقیاتی سرگرمیوں میں

عملی حصہ لینے کی تحریک شروع کی جس سے ایک نیا ماحول پیدا ہو گیا اور یہ پتہ چلا کہ گاؤں والے اپنی مدد آپ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ شرم دان مہم شروع کی گئی۔ پہلی شرم دان مہم میں جو جنوری ۱۹۵۳ء میں چلائی گئی ایک کرور روپئے سے زیادہ مالیت کا کام ہوا۔ دوسری شرم دان مہم کے دوران میں مختلف اسکیموں کے ماتحت جو کام ہوئے ان کی مالیت کا تخمینہ ۲۱ لاکھ ۵۰ ہزار روپئے کیا گیا ہے۔ تیسری مہم ایک ہفتہ کی تھی جس کے دوران میں خاص طور سے سڑکوں کی تعمیر پر زور دیا گیا۔ چوتھی شرم دان مہم جو جو گزشتہ مئی میں چلائی گئی اس میں زیادہ تر آبپاشی کے وسائل پر توجہ کی گئی۔ اس مہم کے سلسلے میں ....۴ روپئے کے انعامات ان ضلعوں کو دینے کا اعلان کیا گیا جن کا کام سب سے اچھا رہے۔ اس کے علاوہ ہر ضلعے میں اس گاؤں سبھا کے لئے ...۱ روپئے کا انعام رکھا گیا جس کا کام سب سے اچھا ہو۔ شرم دان مہم دیہی علاقوں ہی تک محدود نہیں رکھی گئی بلکہ شہری علاقوں میں بھی اس پروگرام پر عمل درآمد کیا گیا اور خاص طور سے طالب علموں کو منظم کرنے کی کوشش کی گئی۔

امداد باہمی ہندستان کے دوسرے حصوں کی طرح یو۔پی میں بھی امداد باہمی تحریک کا پچاس سالہ جشن اپریل میں منایا گیا۔ اس وقت پردیش میں ....۳۰ سے زیادہ امداد باہمی انجمنیں تھیں جن کے ممبروں کی تعداد ۱۰ لاکھ ۷۳ ہزار تھی۔ ۱۹۴۶ء سے قبل زیادہ تر امداد باہمی انجمنیں قرض انجمنیں تھیں جن کا خاص مقصد اپنے ممبروں کو قرضے دینا تھا۔ آج ان انجمنوں کی سرگرمیاں صرف قرض اور لین دین تک محدود نہیں رہ گئی ہیں بلکہ اناج، دودھ، گھی اور صنعتی مصنوعات کی تیاری اور خرید و فروخت بیج، کھاد اور آلات زراعت کی تقسیم، آراضیات کی چک بندی اور مکانوں کی تعمیر بھی ان کے دائرہ عمل میں شامل ہو گئی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس ریاست کے ہر گاؤں میں ایک امداد باہمی انجمن قائم ہو جائے۔ بہرحال زیر نظر سال میں اس

بات کی کوشش کی گئی کہ کم سے کم ہر گاؤں سبھا میں ایک انجمن قائم ہو جائے۔

امداد باہمی انجمنوں نے جو کام کئے ہیں ان میں ۲۳۵ امداد باہمی نل کنوؤں کی تعمیر خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ امید ہے کہ ان نل کنوؤں سے ۰۰۰۰ ۷ ایکڑ سے زیادہ رقبے کی سینچائی ہوگی۔ حکومت نے مزید ۳۰۰ امداد باہمی نل کنوئیں ۵۵-۱۹۵۴ء میں تعمیر کرنے کی اسکیم منظور کی ہے۔ اس طرح کے ہر نل کنوئیں کیلئے تقاوی قرضہ جو کنوئیں کی مجموعی لاگت کے دو تہائی کے برابر مگر مجموعی پر ۱۰۰۰۰ روپئے سے زیادہ نہ ہوگا دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ کنوئیں کے مکمل ہو جانے پر انجمن کو کنوئیں کی لاگت کے ایک تہائی کے برابر مگر زیادہ سے زیادہ ۵۰۰۰ روپئے مالی امداد کے طور پر دئے جائیں گے۔ ریاستی حکومت نے ان امداد باہمی نل کنوؤں کی تعمیر کیلئے ۱۵ لاکھ روپئے منظور کئے۔

زیر نظر سال میں امداد باہمی فارمنگ سوسائٹیوں کی تعداد ۱۰۰ تک پہنچ گئی۔ دودھ کی قلت کو دور کرنے کیلئے الموڑہ میں ایک امداد باہمی دودھ سپلائی یونین قائم کی گئی۔ دیہاتوں میں لوگوں میں زندگی کا بیمہ کرانے کا رجحان پیدا کرنے کی غرض سے ایک امداد باہمی بیمہ سوسائٹی قائم کرنے کی تجویز ہے۔ موجودہ بیمہ کمپنیوں کے برعکس امداد باہمی بیمہ سوسائٹی کو ۱۰۰۰ روپئے کی پالیسی جاری کرنے کی بھی آسانی ہوگی۔ اس سوسائٹی کو دیہاتوں میں لوگوں کی زندگیوں کا بیمہ کرنے میں امداد باہمی انجمنوں کے ۳۰۰۰ فیلڈ عملے سے بھی مدد ملے گی۔

غذائی صورت حال اور امداد سیلاب زدگان

سب ہی جانتے ہیں کہ اُتر پردیش نے غذائی قلت کا مرحلہ سر کرلیا ہے۔ اب ریاست کے بازاروں میں اناج اچھی خاصی مقدار میں آرہا ہے اور قیمتیں بھی گر رہی ہیں۔ سال زیر نظر میں کنٹرول ہٹانے کی پالیسی پر مزید سرگرمی کے ساتھ عمل کیا گیا اور مزید شہروں سے کنٹرول ہٹالیا گیا۔ یکم اکتوبر ۵۳ء کے بعد صرف کانپور، الہ آباد، بنارس، آگرہ، لکھنؤ اور مشرقی پہاڑی ضلعوں میں کنٹرول رہ گیا تھا۔ دسمبر میں غازی پور، گورکھپور، بستی، اعظم گڈھ، المورٹہ، گرھوال، نینی تال اور مسوری کی راشن کی دوکانوں سے وہ پابندی بھی ہٹادی گئیں جو گیہوں کی بکری کے سلسلہ میں اس کی مقدار پر عائد تھی۔ دھان اور چاول کی بین اضلاعی نقل و حرکت نیز اسے مقام خرید سے موٹر گاڑیوں یا کشتیوں سے دوسری جگہ بھیجنے پر جو پابندی تھیں وہ بھی ہٹالی گئی ۔ مرکزی حکومت کی طرف سے جو چاول کی خریداری ہو رہی تھی وہ بھی بند کردی گئی۔ صرف بنارس کے منطقہ میں اناج پر جس میں دھان اور چاول بھی شامل ہے یہ پابندی رہ گئی ہے کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں بھیجا جاسکتا وہ بھی اس خیال سے کہ وہاں کی سپلائی کی حالت میں فرق نہ آنے پائے۔

اپریل میں یہ پابندی بھی ہٹالی گئی کہ یورپین انداز کے کھانوں میں چاول نہ پروسا جائے ضیافتوں کے موقعوں پر مہمانوں کی تعداد پر جو پابندی تھی وہ بھی میونسپلٹی کے علاقوں کے علاوہ سب جگہ ہٹادی گئی ہے۔

سال مذکور میں کنٹرول احکام کی خلاف ورزی کے سلسلہ میں متعدد اشخاص کے خلاف کارروائیاں کی گئیں جن میں سے اکثر و بیشتر وہ لوگ تھے جو اناج کو خلاف قانون طریقہ پر ایک جگہ سے دوسری جگہ لانے یا لیجانے اور اسے بلیک مارکٹ کے نرخ پر بیچنے کے جرم میں ماخوذ تھے۔

امدادِ سیلاب زدگان غیر معمولی بارش اور سیلابات کی وجہ سے اُتر پردیش کو ۱۹۵۳ء کے نصف آخر میں شدید نقصانات پہونچے جن میں شرقی اضلاع کو جہاں دریاؤں اور ندیوں کی تعداد زیادہ ہے سب سے زیادہ نقصان پہونچا۔ اگست کے تیسرے چوتھے ہفتے میں جو بارش ہوئی اور طوفان باد آیا اس نے نہ صرف دیہاتی علاقوں بلکہ شہری علاقوں میں بھی جائدادوں کو بڑا نقصان پہونچایا۔

حکومت نے بادوباراں اور سیلاب کے مصیبت زدگان کو امداد پہونچانے کے لئے بروقت اقدامات کئے۔ جن ۱۳ ضلعوں میں عموماً سیلاب آتے رہتے تھے ان میں سے ہر ایک کو پہلے ہی سے پانچ پانچ ہزار روپیہ امداد کے لئے دے دیا گیا تھا۔ جیسے ہی سیلاب کی علامات ظاہر ہوئیں حکام ضلع کو ہشیار کر دیا گیا اور آگاہ کر دیا گیا کہ وہ بلا تاخیر امدادی اقدامات کریں۔ ان آفات آرضی وسماوی کے صرف چند ہفتوں میں حکومت نے ۴۰ء۵ لاکھ روپیہ امداد کے طور پر صرف کیا۔ اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ فنڈ سے بھی ۴۵۰۰۰ روپیہ دیا گیا سیلاب زدہ علاقوں کے بے زمین کسانوں اور دوسرے چھوٹے کسانوں کی امداد کے لئے حکومت نے ۲۲۰۸۰ لاکھ روپئے بطور پہلی قسط کے دئے۔ ٹسٹ کاموں کی اجرت بڑھا دی گئی اور سرکاری محاصل مثلاً زراعت اور امداد باہمی کے مطالبات کی وصولی ملتوی کر دی گئی مزید برآں ۴۸۷۰۰۰ روپئے بیل اور بیج کی خریداری کیلئے بطور تقاوی منظور کئے گئے۔

سیلاب زدہ علاقوں کے قرب وجوار میں جو سرکاری جنگلات تھے وہاں مویشیوں کو چرائی کی اجازت دیدی گئی۔ جہاں یہ سہولیتیں نہیں فراہم کی جا سکی تھیں وہاں سستے داموں پر بھوسا سپلائی کیا گیا۔ طلبا کیلئے یہ ہدایت کی گئی کہ ان کو فیس میں کنسیشن دیا جائے۔ ان سب رعایتوں کے ساتھ ساتھ یہ انتظامات بھی کئے گئے کہ سیلاب زدہ علاقوں میں وبائی امراض نہ پھیلنے پائیں۔ ریجنل فوڈ کنٹرولروں کو یہ ہدایت کیگئی کہ وہ امداد سیلاب کمیٹی کو رعایتی نرخ پر غلّہ فراہم کریں۔

جن زراعت پیشہ لوگوں کو سیلاب وغیرہ سے ایسے نقصانات پہونچے تھے کہ وہ بالکل اُجڑ گئے تھے ان کو بحال کرنے کی غرض سے حکومت نے لینڈ ریفارمس کمشنر کو ۲۵ لاکھ روپیہ کا مزید فنڈ تقاوی

کے طور پر تقسیم کرنے کیلئے دیا۔ غیر زراعت پیشہ لوگوں کو بھی اپنے مکانات وغیرہ بنانے کیلئے قرضے دیئے گئے جو سرکاری درخت ان علاقوں میں گر گئے تھے ان کے بارے میں یہ احکام صادر کئے گئے کہ وہاں کے باشندے اس لکڑی کو اپنے مکانات وغیرہ بنانے میں مفت استعمال کر سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ اور دوسرے وزرا نے سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کیا اور ضلع مجسٹریٹوں کو ہدایت کی کہ وہ دیکھیں کہ مصیبت زدہ کسانوں کو تقاوی ملنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔

سیلاب کمیٹی

یہ امدادی اقدامات پورے سال جاری رہے۔ سیلاب کے اسباب نیز اس بات کی جانچ کرنے کیلئے کہ ریاست کے بعض حصوں میں بار بار سیلاب کیوں آتے ہیں اور ان کو روکنے یا ان کے اثرات کو کم کرنے کیلئے کیا اقدامات کئے جا سکتے ہیں حکومت نے ایک سیلاب کمیٹی مقرر کی۔

اس سیلاب کمیٹی نے جو از سرِ نو بنائی گئی ہے دوسری باتوں کے ساتھ ساتھ یہ سفارش کی کہ ایک سیلاب بیمہ اسکیم شروع کی جائے جسے حکومت مدد دے اور ایک مکمل انجینئرنگ ڈویژن قائم کی جائے جو تحقیق تجربہ اور سروے کا کام کرے۔

اس کمیٹی کی سفارشات کے مطابق حکومت نے لکھنؤ میں ایک مرکزی آگاہی دفتر کھول دیا ہے۔ یہ دفتر جولائی سے ستمبر تک کے تین مہینوں میں کھلا رہے گا اور اسے سیلاب کے بارے میں جو اطلاعات ملینگی ان کی تشہیر کرتا رہے گا تاکہ سیلاب کے نقصان سے بچنے کیلئے پہلے ہی سے انتظامات کئے جا سکیں۔ ایک نکاسی اور سیلاب سروے ڈویژن بھی مع تین ضمنی ڈویژنوں کے بستی میں قائم کیا گیا ہے اور جن اضلاع میں اکثر و بیشتر سیلاب آتے رہتے ہیں ان کے ضلع مجسٹریٹوں کو دیسی کشتیوں کا ایک دستہ بھی دیا گیا ہے۔ ان ضلعوں کو ایک ایک موٹر کشتی بھی فراہم کی جائیگی۔ مزید برآں حکومت نے یہ طے کیا کہ ہر اس گاؤں سبھا کے پاس جو نازک مقامات پر واقع ہے کم سے کم ایک دیسی کشتی ہونا چاہیئے جو سیلاب کے وقت لوگوں کو بچا سکے۔ اس قسم کی ہر کشتی کی نصف قیمت حکومت دے گی۔

الموڑہ اور ٹہری گڑھوال کے ضلعوں میں ربیع کی فصل کو جو نقصان پہونچا تھا اسکی امداد کے لئے بھی مناسب اقدامات کئے گئے وہاں کے متاثرہ علاقوں میں راشن کی مقدار بڑھا دی گئی جن اضلاع میں

پچھلے سیلاب کے اثرات ابھی تک قائم ہیں وہاں ٹسٹ کاموں کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ ہر پندرہویں دن حکومت اس کیلئے نیز ان لوگوں کی امداد کیلئے جن کو بارش، اولے، سیلاب اور آتشزدگی سے نقصان پہونچتا ہے کافی رقم منظور کرتی رہتی ہے۔ جون ۱۹۵۴ء میں ۱۴ ضلعوں کیلئے الہ آباد، بستی، بنارس، بلیا، گونڈہ، بہرائچ، دیوریا، فرخ آباد، گورکھپور، غازیپور، ہمیرپور، سیتاپور، فیض آباد اور اعظم گڈھ ۷۰۰۰۰، روپئے منظور کئے گئے جن میں سے ہر ایک کیلئے پانچہزار روپئے مختص ہیں۔ یہ رقمیں اس لئے دی گئی ہیں کہ ۱۹۵۴ء کے موسم باراں میں سیلاب کی سی ناگہانی صورت حال کے انتظام میں صرف کیجائیں۔

زرعی پیداوار

پردیش نہ صرف غذائی خود کفالتی کے پروگرام میں کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتا رہا بلکہ ملک کے بعض کمی کے علاقوں کی ضروریات کے پورا کرنے کے پروگرام میں بھی اسے کامیابی ہوئی۔ ۱۹۵۲-۵۳ء میں ختم ہونے والے پانچ برسوں میں یہاں کی اہم فصلوں میں گیہوں، جَو، دھان، جوار، باجرہ، مکئی، ساواں مٹر اور کودوں کی پیداوار میں ۱۱۴۹۰۰۰ ٹن یعنی مجموعی پیداوار کے ۱۲ فیصدی کے بقدر اضافہ ہوا۔ اگر حالات معتدل رہے تو پوری امید ہے کہ پنج سالہ منصوبے کی مدت کے اختتام تک پردیش کی پیداوار سے ملک کی تقریباً نصف غذائی کمی پوری ہو سکے گی۔

زرعی میدان میں پچھلے چند برسوں میں جو کامیابی ہوئی ان میں قابل ذکر ۳ لاکھ ایکڑ سے زیادہ قابل کاشت آراضی کی بازیابی ۸۰۰۰۰ ایکڑ رقبہ سے کانس کا استیصال اور متعدد فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ ہے۔ محکمۂ زراعت کے پودوں کے تحفظی شعبہ نے پنج سالہ منصوبے کے پہلے دو برسوں میں ۱۵۰۰۰ ایکڑ رقبہ میں فصلوں اور ۲۵۰۰۰ پھلوں کے درختوں کو نقصان رساں کیڑوں

سے محفوظ رکھنے کیلئے حفاظتی اقدامات کئے۔ اسی مدت میں ۸۰۰۰۰ من اناج پر دواؤں کا چھڑکاؤ کیا گیا اور ۵۰۰۰ ایکڑ رقبہ سے چوہوں کے استیصال کی کارروائیاں کی گئیں۔

دھان کی کاشت

جاپانی ڈھنگ سے دھان کی کاشت کی بدولت زیرِ نظر سال میں یو۔پی میں دھان کی پیداوار ۲ لاکھ ۵۰ ہزار من بڑھ گئی۔ ہندوستان میں جاپانی ڈھنگ سے دھان کی سب سے زیادہ کاشت یو۔پی میں ہوئی یعنی ۳۵ ہزار ایکڑ رقبہ جاپانی ڈھنگ سے زیر کاشت لایا گیا۔ ترقی یافتہ طریقے سے بوئے ہوئے دھان کی جو پہلی فصل ۲۹ ضلعوں میں تیار ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ پیداوار اوسطاً ۷٫۴ من فی ایکڑ بڑھ گئی ہے۔ مختلف ضلعوں میں پیداوار مختلف رہی جسکا زیادہ تر سبب آب و ہوا اور زمین کا اختلاف تھا۔ بہرحال کسی ضلع میں نئے طریقے سے بوئے جانے والے دھان کی پیداوار سابق کی پیداوار سے کم نہیں رہی۔

پہلے سال کی کامیابی سے متاثر ہو کر ریاستی حکومت نے ۱۹۵۴-۵۵ء میں نئے طریقے سے بوئے جانے والے دھان کا مجوزہ رقبہ بڑھا کر ایک لاکھ کر دیا۔ اس اسکیم پر زیرِ نظر سال کے اختتام سے پہلے عمل درآمد شروع ہو گیا۔ اس سے قبل ایک زبردست مہم کاشتکاروں کو نئے ڈھنگ سے دھان کی کاشت کے فوائد بتانے کیلئے شروع کی گئی۔ دیہی کارکنوں کو کاشتکاروں کے عام جلسے کرنے اور ان کے کھیتوں میں دھان کی کاشت کا نیا طریقہ عملاً بتانے کی ہدایت کی گئی۔ محکمہ زراعت کے فیلڈ عملے کو اس سلسلے میں خاص طور سے ٹریننگ دی گئی اور اس طریقۂ کاشت کو مقبول عام کرنے کیلئے اضلاع میں نشر و اشاعت کی کمیٹیاں مقرر کی گئیں۔ اس مہم کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ پہلے سال جن کاشتکاروں کے یہاں پیداوار زیادہ ہوئی تھی انھیں اپنے تجربات دوسرے کسانوں کو بتانے اور تقریر کرنے کے لئے مدعو کیا گیا۔

زرعی ماہرین کا تخمینہ ہے کہ اگر پردیش میں دھان کے کل رقبۂ کاشت میں جو ۹ لاکھ ایکڑ ہے نئے ڈھنگ سے دھان کی کھیتی ہونے لگے تو ہر سال تقریباً ۶۳ لاکھ من دھان زیادہ پیدا ہونے لگے گا۔

دھان کی نئی قسمیں

جاپانی ڈھنگ سے دھان کی کاشت کو رواج دینے میں جو کامیابی ہوئی ہے اسکے علاوہ مقامی دھان کی بعض نئی قسمیں دریافت کی گئیں اور غیر ملکی دھان کی بعض قسموں کی افزائش میں بھی کامیابی ہوئی۔

چینی دھان کی دو قسمیں یعنی سی ایچ ۱۰ (کنواری) اور سی ایچ ۴ (کتکی) یہاں کی آب و ہوا کیلئے بہت زیادہ موزوں پائی گئیں۔ پہلی قسم ٹہری گڑھوال اور پوڑی گڑھوال کے پہاڑی ضلعوں میں کاشت کیلئے خاص طور سے موزوں ثابت ہوئی اور دوسری قسم یعنی سی ایچ ۴ جس میں پیداوار بہت زیادہ ہے اس کے بارے میں معلوم ہوا کہ زیادہ کھاد دینے سے پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ بعض چینی دھانوں اور مقامی دھانوں کے میل سے جو دھان تیار کیا گیا ہے اسکی جانچ اور تجربہ کیا جارہا ہے۔

دھان کی نئی قسمیں جو مقامی طور پر دریافت کی گئی ہیں اور جو پردیش بھر میں وسیع پیمانے پر بوئی جارہی ہیں یہ ہیں۔ کنواری این ۲۲، اے ۶۴ اور این ۳۲، کتکی۔ ٹی ۱، ٹی ۲۱، ٹی ۳۴، ٹی ۳ این ۱۰ بی، ٹی این ۱۲ اور ٹی ۱۳۰ اور اگھنی۔ ٹی ۹، ٹی ۱۷، ٹی ۲۲ اے، ٹی ۲۳، ٹی ۳۶، ٹی ۸۰، اور ٹی ۱۰۰۔

جوٹ کی ترقی

ریاستی جوٹ ترقی اسکیم جو ۱۹۴۸ء میں شروع ہوئی تھی اس میں مزید ترقی ہوئی۔ پردیش کو اعلیٰ قسم کے جوٹ کے ریشوں کے معاملہ میں خود کفیل بنانے کیلئے ایک منظم مہم شروع کی گئی۔ ڈونڈیا جوٹ کی کاشت ۳۵۰۰۰ ایکڑ میں کی گئی اور ایک اور ترقی یافتہ قسم کے جوٹ کی بھی کاشت شروع ہوئی۔ ۱۹۵۴-۵۵ء میں ۵۰۰۰۰ ایکڑ رقبہ میں اعلیٰ قسم کے جوٹ کی کاشت کا جو پروگرام ہے، امید ہے کہ وہ مقررہ مدت کے اندر ہی مکمل ہو جائیگا۔ دوسری فصلوں کے ساتھ جوٹ کی کاشت مقبول ہو رہی ہے۔

اب پیداوار کے مقابلے میں بہتر قسم کے جوٹ پر زیادہ زور دیا جارہا ہے۔ حکومت جوٹ کے کاشتکاروں کو جوٹ سڑانے کی زیادہ سہولتیں دینے کی طرف متوجہ ہے چنانچہ اس سلسلے میں اس

نے کاشتکاروں کو جوٹ سڑانے کے حوض بنانے کیلئے مالی امداد بھی دینے کا فیصلہ کیا اور ۵۵-۱۹۵۴ء کے بجٹ میں اس طرح کے ۱۵۰ حوض تعمیر کرنے کیلئے رقم منظور کی گئی۔ گاؤں سماجوں کو بھی محکمۂ زراعت کے مشورے سے ان زمینوں کو جو انھیں خاتمہ زمینداری کے بعد ملی ہیں جوٹ سڑانے کے تالاب بنانے میں استعمال کرنے کا اختیار دیا گیا۔

برسات کے موسم میں جوار، مکئی اور باجرے کے ساتھ جوٹ کی کاشت کا ایک نیا تجربہ بھی شروع کیا گیا۔ امید ہے کہ اس طرح کی کاشت سے جوٹ کی قسم بہتر ہو جائیگی اور بنگال اور آسام کے بازاروں میں یو۔پی کے جوٹ کی مانگ بھی بڑھ جائیگی۔ اس تجربہ سے ان کھیتوں کی زرخیزی کے بڑھ جانے کی بھی توقع ہے جن میں جوٹ بویا جائے گا۔

کپاس

کپاس کی پیداوار کے سلسلے میں زیر نظر سال کی قابل ذکر بات یہ ہے کہ کاشتکاروں کے اس عام خیال کی تردید ہو گئی کہ یو۔پی کی آب و ہوا اور مٹی میں کچھ ایسی تبدیلیاں ہو گئی ہیں جس سے کپاس کی پیداوار بڑھنا ممکن نہیں ہے۔ اس خیال کی تردید کپاس سے ہوئی جو ۳۵/۱ کے نام سے موسوم ہے اور جس کی کاشت ۱۷۰۰۰ ایکڑ میں کیگئی۔ اس کے کامیاب نتائج سے متاثر ہو کر کاشتکاروں نے ایک بار پھر متبادل تجارتی فصل کے طور پر اسکی کاشت شروع کر دی ہے۔ آئندہ تین سال یا اس سے کم مدت میں تقریباً ایک لاکھ ایکڑ میں اس کپاس کی کاشت کی تجویز ہے۔

گاؤں پنچائتوں کی مدد سے کپاس کی کاشت بڑھانے کی بھی تجویز ہے۔ زیر تبصرہ سال میں یو۔پی کی ملوں میں نئی قسم کی کپاس کی مانگ زیادہ ہوئی ہے۔ کپاس کی کاشت کے علاقوں میں امریکن کپاس کی متعدد قسموں کی کاشت شروع کی گئی اور مشرقی ضلعوں میں بارہ ماسی بیجوں کا تجربہ کیا گیا۔ مغربی ضلعوں میں دوسری قسم کی کپاس کا تجربہ کیا جا رہا ہے۔

کپاس کی کاشت کے پہلے تخمینے کے مطابق ۵۴-۱۹۵۳ء میں ۲/۲ لاکھ ایکڑ میں اس کی کاشت کی گئی۔ پنج سالہ منصوبے کا نظر ثانی کیا ہوا رقبہ ۲۲۵ لاکھ ایکڑ ہے۔ امید ہے کہ پیداوار کے سلسلے ۸۵۰۰۰ گانٹھوں کی جو تعداد رکھی گئی ہے منصوبے کی مدت کے اندر اتنی کپاس پیدا ہونے لگے گی۔ فرٹی لائزر

کے استعمال اور کاشتکاروں کی امداد باہمی انجمنوں کے قیام کے ذریعہ حکومت فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کی کوشاں ہے۔ کپاس کو نقصان پہنچانے والے کیڑوں کے استیصال کیلئے بھی مستعدی کے ساتھ اقدامات کئے جارہے ہیں۔

گنّا تجربات نے بتایا کہ کھاد کے طور پر زیادہ مقدار میں امونیم سلفیٹ کے استعمال سے گنے کی پیداوار میں بڑی حد تک اضافہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ حکومت نے طے کیا کہ جولائی ۱۹۵۴ء کے اوائل میں اس فرٹی لائزر کو گنے کے کھیتوں میں چھڑکنے کی ایک مہم شروع کی جائے۔ اس کیلئے سندری فرٹی لائزر فیکٹری سے اسپیشل کوٹا حاصل کیا گیا اور ۵۰۰۰ من سے زیادہ فرٹی لائزر کاشتکاروں کو تقسیم کرنیکی اسکیم ہے۔ اسکے علاوہ انکیس ترقی یافتہ قسموں کے گنوں کے ۹ لاکھ من بے روگ تقسیم کرنے کی بھی تجویز ہے۔

لاکھ کی کاشت کاشتکاروں کو لاکھ کی کاشت کے ترقی یافتہ طریقوں کے فوائد بتانے کی اسکیم میں مزید تین سال کی توسیع کی گئی۔ یہ اسکیم ضلع مرزاپور میں چل رہی ہے اور اس کے اخراجات حکومت یو۔ پی اور انڈین لاکھ کمیٹی دونوں مل کر برداشت کرتی ہیں۔ اس اسکیم سے لاکھ کی پیداوار بھی بڑھی ہے اور اسکی حالت بھی سدھری ہے۔

مکئی مکئی کی فصل کو سدھارنے کی اسکیم میں بھی پانچ سال کی توسیع کی گئی۔ اس اثنا میں محکمۂ زراعت کے شعبۂ تحقیق نے مکئی کی پیداوار بڑھانے کا بہت ہی آسان اور کم خرچ طریقہ دریافت کیا جو غریب سے غریب کسان کے مکان کے اندر ہے۔

شعبۂ تحقیق نے جو طریقہ دریافت کیا ہے اس کے مطابق اگر مکئی کے بیج ایک خاص کیمیاوی عمل کے بعد بوئے جائیں تو اُپج ۱۵ فیصدی بڑھ جاتی ہے اور پیداوار بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس طریقے پر عمل کرنے سے کاشتکار کو ۲۰ سے ۲۵ روپئے تک کا زیادہ منافع ہوسکتا ہے۔

دال دالوں کی تحقیق کی اسکیم میں بھی مزید تین سال کی توسیع کی گئی۔ یہ اسکیم ابتداً ۱۹۴۳ء میں منظور ہوئی تھی۔ اس کے نصف مصارف حکومت یو۔ پی اور نصف مصارف ہندوستانی ذرعی تحقیق کونسل برداشت کرتی تھی۔ بعد میں کونسل نے جب معذوری کا اظہار کیا تو حکومت یو۔ پی نے

اس اسکیم کی افادیت کے پیش نظر اسے جاری رکھنے اور تنہا اس کے مصارف برداشت کرنیکا فیصلہ کیا۔

زیر نظر سال میں حکومت نے باجرے اور جوار کے سروے اور ان کی مختلف قسموں کے جمع کرنے کی اسکیم کو جاری رکھنے کا بھی فیصلہ کیا اور یہ بھی طے کیا کہ ان فصلوں کا زرعی مطالعہ جاری رکھا جائے تاکہ ایسی قسمیں دریافت کی جا سکیں جنکی پیداوار بھی زیادہ ہو اور بیماریوں سے متاثر بھی نہ ہوں۔

مٹی کی تحقیق مٹی کی تحقیقات کی تجربہ گاہوں میں پردیش میں پائی جانے والی مختلف قسم کی مٹی کے تعین اور درجہ بندی کے لئے پردیش کو منطقہ وار تقسیم کرنے اور نقشے تیار کرنے کا کام جاری رہا۔ اس طرح جو اعداد و شمار فراہم ہوں گے وہ پردیش میں اپنی قسم کے پہلے اعداد و شمار ہوں گے جن سے محکمۂ زراعت کو زمین کو مختلف درجوں میں تقسیم کرنے اور اسی اعتبار سے مناسب کھاد اور اس کے استعمال کا طریقہ تجویز کرنے میں مدد ملے گی۔

آٹھ ضلعوں میں اوسر زمین کا سروے شروع کیا گیا۔ خیال تھا کہ ان ضلعوں میں تقریباً ۱۱ لاکھ ایکڑ مختلف درجہ کی شور زمینیں موجود ہیں۔ اس سلسلے میں سروے کا کام اسی طرز پر ہو رہا ہے جس طرز پر امریکہ ہی میں شور زمینوں کی جانچ کا کام ہوا تھا۔

زمین کی جانچ کے نقشے علی گڑھ، اناؤ، ہردوئی، کانپور، فرخ آباد، گورکھپور، دیوریا، بنارس، جھانسی، جالون اور بریلی کے ضلعوں میں تیار کئے جا رہے ہیں۔ ان نقشوں کے تیار ہو جانے کے بعد زمین کی نوعیت اور ماہیت وغیرہ کے بارے میں جملہ ضروری معلومات فراہم ہو سکیں گی۔

آبادکاری کی اسکیمیں ریاستی حکومت کی آبادکاری اسکیمیں کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتی رہیں۔ گنگا کھادر میں مارچ ۱۹۵۳ء کے آخر تک تقریباً ۲۲ ہزار ایکڑ اراضی بازیاب کی گئی اور حکومت کے سالانہ محاصل ۲ لاکھ روپئے تک پہنچ گئے ہیں جو بازیابی کا کام شروع ہونے سے قبل صرف ۱۰ ہزار روپیے تھے۔ اس اسکیم پر مارچ ۵۳ء تک تقریباً ۱،۲۴ کرور روپئے خرچ ہوئے۔ گنگا کھادر میں آباد ہونے والوں میں سابق فوجی، بے گھر بار لوگ، سیاسی مصیبت زدگان اور زرعی گریجویٹ ہیں۔ اس سلسلے میں جتنی زمین بازیاب ہوئی ہے تقریباً وہ سب کی سب آباد ہونے

والے تقریباً ۲۰۰۰ کنبوں میں تقسیم کردی گئی ہے۔ ان لوگوں نے اپنی ۲۳ امداد باہمی انجمنیں قائم کرلی ہیں۔ اس بستی میں ۴۰ میل کی سڑکیں بنائی گئی ہیں اور ۱۳۰۰ کوارٹر تعمیر ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ۲۲۳ نل کنوئیں اور ایک بجلی گھر بھی تعمیر ہوا ہے۔

ترائی آبادکاری علاقے کے ۱۶۵۰۰ ایکڑ رقبے کے سرکاری فارم میں جو غالباً ایشیا کا سب سے بڑا فارم ہے ۱۶ لاکھ روپئے سے زیادہ کا منافع ہوا۔ فارم میں خود اس کی ایک ڈیری بھی ہے جس میں زیر نظر سال میں مویشیوں کی تعداد ۴۸۵ تک پہنچ گئی اور دودھ کی پیداوار کا اوسط ۱۶۰۰ پونڈ یومیہ تھا۔ فارم میں مرغیوں کی پرورش کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا ہے۔ سنہ ۱۹۵۳ء میں محکمہ نگہداشت مویشی نے مرغیاں پالنے والوں کو ۶۰۰۰ سے زیادہ انڈے اور ۱۵۰۰ مرغیاں تقسیم کیں۔ فارم کے آٹھ ایکڑ رقبے میں مچھلیوں کی پرورش شروع کی گئی۔ اس کے علاوہ ۴۵۰ ایکڑ سے زیادہ رقبے میں باغ لگائے گئے اور ریاستی حکومت نے تقریباً ۱۲۵۰ ایکڑ آراضی اسکول کیلئے مخصوص کردی ہے۔

نینی تال ترائی میں اب تک ایک لاکھ ایکڑ سے زیادہ زمین قابل کاشت بنائی جا چکی ہے۔

چوماس

زیر تبصرہ سال میں تقریباً پانچ لاکھ ایکڑ چوماس کھیتوں میں ہری کھاد کی فصلیں بونے کی ایک اسکیم پردیش میں شروع کی گئی۔ تخمینے کے مطابق پردیش میں چوماس کھیتوں کا رقبہ تقریباً ایک کروڑ ایکڑ ہے۔ ریاستی حکومت پنج سالہ منصوبے کے اختتام تک اس کے نصف رقبہ کو زیر کاشت لانے کی امید رکھتی ہے۔ اس اسکیم کے ماتحت مختلف ضلعوں کیلئے کاشت کا رقبہ مقرر کر کے ہدایتیں بھیجدی گئی ہیں کہ اسے پورا کرلینے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ متعدد محکموں نے اس اسکیم کو بروئے کار لانے کا عزم کیا ہے اور امید ہے کہ اسکیم کی کامیابی سے غذائی پیداوار میں کئی لاکھ من کا اضافہ ہوجائے گا۔

زرعی تعلیم

طلبا میں زمین سے حقیقی محبت اور محنت کی عظمت کا مطلوبہ احساس پیدا کرنے کیلئے زیر نظر سال میں زرعی تعلیم کی ازسرنو تنظیم کی گئی۔ جدید نظام کے ماتحت زراعت کے طالب علموں کو تعلیمی سال کے دوران میں کم سے کم دس روز لازمی طور سے قریب کے دیہاتوں میں

رہنا پڑیگا۔ زرعی اسکولوں کے نصابات میں بھی مناسب ترمیمیں کی گئی ہیں اور ان اسکولوں کے مدرسوں کو کھیتی باڑی کے کام میں عملی حصہ لینے کی ہدایت کی گئی ہے۔

پردیش بھر میں زیادہ سے زیادہ زرعی اور مویشیوں کی نمائشیں منعقد کرنے کا فیصلہ ۱۹۵۴ء کے اوائل میں کیا گیا۔ اس اسکیم کے ماتحت پردیش کو ۹ منطقوں میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر منطقے میں ایک علاقائی نمائش منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ ۵۱ ضلع نمائشیں اور ۱۸۹ یوم کسان، باغ داروں کی کانفرنسیں اور تحصیل نمائش منعقد کرنے کا پروگرام رکھا گیا۔

نئے آلات

نئے آلات زراعت میں جو زیر نظر سال میں ایجاد ہوئے ایک "سیڈ ڈرل" ہے جس میں تخم ریزی کے واسطے ایک ایکڑ کیلئے کافی کم بیج کی ضرورت ہوتی ہے۔ نئے ڈرل سے بعض اجتماعی منصوبہ علاقوں میں تخم ریزی کا کام لیا جا رہا ہے اور امید ہے کہ جب عام طور پر اس سے بوائی ہونے لگے گی تو صرف یو-پی میں دو کروڑ روپیہ سے زیادہ بیج کی بچت ہو جائے گی۔ حکومت نے چھوٹے چھوٹے آلات زراعت تیار کرنے کا بھی فیصلہ کیا چنانچہ اس کا آغاز ضلع میرٹھ کے منطقائی زرعی کارخانے میں ہو گیا ہے۔

کولڈ اسٹوریج

برسوں کی تحقیقات کے بعد محکمۂ زراعت نے دیہاتوں میں آلوؤں کا محفوظ طور پر ذخیرہ رکھنے کیلئے کولڈ اسٹوریج ایجاد کیا ہے۔ ایک دیہی کولڈ اسٹوریج بن جس کی لاگت ۵۰۰ روپئے سے زیادہ نہیں ہوتی اور مٹی کی دیواروں سے بنتا ہے ۱۰۰ من آلو رکھا جا سکتا ہے۔ ترکاریوں کی تحقیقات کے سرکاری مرکز لکھنؤ میں تجربے سے پتہ چلا کہ کولڈ اسٹوریج میں جو ۱۰۰ من آلو رکھے گئے تھے ان میں سے ایک سال کے اندر صرف ۱۰ فی صدی آلو خراب ہوئے۔ امید ہے کہ مزید تحقیق و تجربے کے بعد اور بھی کم آلو خراب ہوں گے۔

سب سے پہلے دیہی کولڈ اسٹوریج اجتماعی منصوبے کے علاقوں میں بنائے گئے جہاں آلو کی کاشت نمایاں طور پر بڑھ گئی۔ اگر یہ سکیم کامیاب ہوئی اور اسے یقیناً کامیاب ہونا چاہئے تو بجلی کے کولڈ اسٹوریج سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں کم و بیش وہی فوائد دیہاتوں کو بھی پہنچ سکتے ہیں جہاں ابھی بجلی تقریباً نایاب ہے۔

جنگل لگانے کی اسکیم

گزشتہ چار برسوں کی طرح اس سال بھی جولائی کے پہلے ہفتہ میں درخت لگانے کا قومی ہفتہ (ون مہوتسو) پردیش بھر میں منایا گیا۔ اس ہفتہ کے دوران میں نوجوانوں کے دلوں میں درخت کی قدر و منزلت اور محبت پیدا کرنے پر خاص طور سے زور دیا گیا۔ بعض ضلعوں کیلئے جولائی کا پہلا ہفتہ درخت لگانے کیلئے موزوں نہیں ہو سکتا ہے پھر بھی یکسانیت اور نفسیاتی اثر پیدا کرنے کے خیال سے یہ ضروری سمجھا گیا کہ رسمی طور سے درخت لگانے کیلئے پردیش بھر میں ایک ہی ہفتہ رکھا جائے۔ ساتھ ہی ہر ضلع کو اجازت تھی کہ مقامی ضروریات اور موسم کے اعتبار سے اپنا پروگرام خود مرتب کرے اور درخت لگانے کیلئے زمانے کا تعین بھی خود ہی کرے۔

پچھلے چار برسوں میں درخت لگانے کے سلسلے میں جو کام ہوا ہے اسکی رپورٹ ہمت افزا ہے۔ لیکن دیرپا نتائج کیلئے ابھی آئندہ کئی برس تک منظم اور متحدہ کوششوں کی ضرورت ہوگی۔ چنانچہ حکومت نے ضلع حکام اور دوسرے لوگوں پر ایک مراسلے میں اس بات پر زور دیا ہے کہ ون مہوتسو کی کامیابی کا انحصار اس پر نہیں ہے کہ کتنے پودے لگائے گئے بلکہ اس بات پر ہے کہ ان میں سے کتنے پودے بڑھ کر تنومند درخت بنے۔

مختلف علاقوں کیلئے درختوں کی تعداد جو سنہ ۵۵-۱۹۵۴ء میں لگائے جائیں گے یہ رکھی گئی ہے:-

کھولا گنگا کھادر ۷۵۰۰۰، آگرہ متھرا کا علاقہ ۷۵۰۰۰، مین پوری ۳۰۰۰۰، نینی تال ترائی میں سڑکوں کے کنارے ۱۵۰۰۰ اور ترائی کے باغات میں ۱۰۰۰۰، ہمپ فارم ۱۰۰۰، نبلٹ فارم ۱۰۰۰، رحیم آباد اور سرفارم ۱۰۰۰، ملیح آباد کنٹاؤر ڈک اسکیم ۲۵۰۰۰، زرعی فارم اور محکمہ زراعت کے تعلیمی ادارے ۵۰۰، زرعی انجینیرنگ ورکشاپ ۵۰۰، امداد باہمی بیج گودام ۲۰۰۰، اضلاع ۱۰۰۰ فی ضلع، اٹاوہ پائلٹ پروجکٹ ۱۰۰۰ اور گورکھپور ڈولپمنٹ پروجکٹ ۱۰۰۰

یو۔پی کی جانب راجستھان کے بڑھتے ہوئے ریگستان کو روکنے کے اقدامات بغیر کسی خلل کے جاری ہیں۔ ضلع متھرا میں گری راج کے چاروں طرف پری کرما کے ۱۴ میل لمبے راستے کے کنارے دو رویہ درخت لگائے گئے۔ گری راج گووردھن میں بھی ہزاروں درخت لگائے گئے۔ ریگستان کے خلاف جنگ سنہ ۵۵-۱۹۵۴ء میں

بھی جاری رہے گی۔ اس مقصد کیلئے بجٹ میں ۱۰ لاکھ روپے منظور کئے گئے ہیں۔

جنگل لگانے کی کوششوں کے سلسلے میں قابل ذکر کامیابی ضلع بہرائچ میں شہتوت کے دہ لاکھوں درخت ہیں جو دو برس کے اندر لگائے گئے ہیں۔ ان میں سیمل کے درخت بھی شامل ہیں۔ ان کی باقاعدہ کاشت کھیل اور دیا سلائی کی صنعت کیلئے اس ضلع کے ترائی علاقے میں کی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ کچھ عرصے کے بعد یہ شجر زار کروڑوں روپے کی مالیت کے ہو جائیں گے۔ پھلوں کے درخت لگانے کی بھی ایک مہم پردیش میں میں شروع کی گئی۔

انتظام آراضی اسکیم کے ماتحت ۱۱۹ میل سڑکوں کے کنارے کنارے دورویہ اور ۱۲۳ میل نہروں کے کنارے درخت لگائے گئے۔ اس کے علاوہ محفوظ جنگلات کے علاقے میں ۱۱۰۰۳ ایکڑ میں درخت لگائے گئے۔

کانس کا استیصال ضلع جھانسی کی مئورانی پور اور گروٹھا تحصیلوں میں ۱۹۵۳ء میں ۱۰۰۰ ۲۴ ایکڑ سے زیادہ آراضی کو کانس سے صاف کر کے کاشت شروع کی گئی۔ اس طرح چھ سال قبل استیصال کانس اسکیم شروع ہونے کے بعد سے اب تک ۱۰۰۰۰ ایکڑ رقبہ سے کانس صاف کیا جا چکی ہے جس سے پردیش کی غذائی پیداوار میں تقریباً ۶۲۵ لاکھ من کا اضافہ ہو گیا ہے۔

کانس سے بھری ہوئی یہ تمام آراضیات ۷۰۰۰ کسانوں کی تھیں جو کانس کی صفائی اور انھیں قابل کاشت بنانے کے بعد مالکوں کو واپس کر دی گئی ہیں اور اس سلسلے میں رقبے وغیرہ کے کسی تنازعہ تصفیہ کے لئے کسی کو عدالت میں جانے کی ضرورت نہیں پیش آئی۔

نیل گائے فصلوں کو نیل گائے سے جو نقصان پہنچ رہا ہے اس کے تدارک کیلئے حکومت نے ان جانوروں کو ضلع منصوبہ بندی کمیٹیوں کے ذریعہ ان جگہوں پر جہاں رائے عامہ اسکے خلاف نہ ہو مارنے کی ایک باقاعدہ مہم شروع کرنے کا فیصلہ کیا حکومت نے ہدایتیں جاری کیں کہ اگر نیل گائے مارنے کیلئے کسی موضع کے کاشتکار بندوق کے لیسنس لینا چاہیں تو کافی تعداد میں یہ لیسنس ایسے لوگوں کو دیئے جائیں جو اور اعتبار سے بھی موزوں سمجھے جائیں۔

فلاحِ مویشیان

مویشیوں کی ترقی کے مربوط پلان پر عمل کرتے ہوئے زیرِ نظر سال میں حکومت اتر پردیش نے محکمہ نگہداشت مویشیان کی پانچویں سرکل قائم کی جس کا صدر مقام گورکھپور رہے۔ لکھنؤ کی ویکسین لیبورٹریز کو "ایف، اے، او" سے ملی ہوئی دو جدید ترین مشینیں فراہم کی گئیں۔ اس کے نتیجہ میں ویکسین کی پیداوار کافی بڑھ گئی۔ ریاست کے ویٹیرینری اسپتالوں کی افادیت میں اضافہ کرنے کے لئے جو سہ سالہ اسکیم چلائی جارہی ہے اس کے ماتحت میرٹھ سرکل کے دیہاتی حلقوں کے چھ ویٹرنری اسپتالوں کیلئے ۸۰۰۰۰ روپے کی رقم منظور کیگئی۔ ریاست کے تیس مزید اسپتالوں کو سامان سے آراستہ کرنے کا پلان بنایا گیا ہے اور امید ہے کہ آئندہ دو سال میں ۶۰ مزید اسپتال آراستہ کئے جاسکیں گے۔

مویشیوں کو بیماریوں سے بچانے اور سانڈ بھیڑ مرکزوں کو بہتر بنانے کے لئے سنہ ۱۹۵۳-۵۴ء کے مالیاتی سال میں ۲ لاکھ سے زیادہ روپیہ منظور کیا گیا۔ سیرم تیار کرنے کیلئے تین مزید شیڈ بنانے کی غرض سے ۶۰ ہزار روپیہ کی منظوری دی گئی۔ اسپتالوں کیلئے خوردبین اور اس قسم کے دوسرے سامانوں کے لئے ۹۰ ہزار روپیہ منظور کیا گیا۔

تحفظ گاؤ گائے کو ریاستی اقتصادیات میں کیا اہمیت حاصل ہے اس پر توجہ دلانے کے لئے نومبر سنہ ۱۹۵۳ء میں گوپاشٹمی ہفتہ منایا گیا۔ جسکی نمایاں خصوصیات جلسے، اور ریاست بھر میں مویشیوں کی نمائشیں رہیں۔ یہ ہفتہ دیہاتوں میں خاص طور پر کامیاب رہا جہاں یہ ریت پڑ گئی ہے کہ گوردھن دیوس کو کسان اپنا عام زرعی کام چھوڑ دیتے ہیں اور اس طرح جو وقت ملتا ہے اُسے گو سیوا میں صرف کرتے ہیں۔ ریاستی حکومت اب ہر سال گوپاشٹمی ہفتہ منانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

سنہ ۱۹۵۳ء میں مویشیوں کیلئے عموماً اور گائے سدھار کیلئے خصوصاً ایک گوسم وردھن کمیٹی بنائی

گئی۔ اس کمیٹی نے سال مذکور میں متعدد جلسے کئے اور مختلف مسائل پر غور کیا اس خیال سے کہ کلیدی مواضعات کے بلاک میں اچھے بچھڑوں کا معقول تناسب قائم رہے۔ یہ طے پایا کہ پچاس منتخب بچھڑوں کی نگہداشت کیلئے کچھ مالی امداد دیجائے۔ یہ ڈیڑھ سال کیلئے تجربہ کے طور پر کیا جا رہا ہے جس کے بعد محکمہ نگہداشت مویشیان ان بچھڑوں کو سانڈوں کی طرح استعمال کرنے کیلئے خریدے گا۔

گائے کے تھنوں کی ایک عام بیماری کی تحقیقات کیلئے ۱۹۵۴ء میں ایک اسکیم شروع کی گئی۔ انڈین کاؤنسل آف اگریکلچرل ریسرچ نے مویشیوں کے بانجھ پن کی جانچ پڑتال کے لئے ایک پنج سالہ پروگرام بنایا گیا ہے۔ اس پروگرام کے ماتحت پانچ سنٹروں میں کام شروع ہوگا جن میں سے ایک وٹیرنری کالج متھرا ہے۔ بھیڑوں بکریوں کی بیماریوں کی تحقیقات کی اسکیم حکومت اترپردیش اور انڈین کاؤنسل آف اگریکلچرل ریسرچ مشترکہ طور پر چلا رہے ہیں۔ اس اسکیم میں تحقیقات کے ساتھ ساتھ امراض کی مدافعت پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔

مرغی بانی کو ترقی دینے کے لئے حکومت نے اعظم گڈھ پولٹری فارم کی ترقی کیلئے پانچہزار روپے کا ایک غیر متواتر عطیہ دینا منظور کیا ہے۔ یہ امدادی رقم فارم مذکور کی ترقی کیلئے اسسٹنٹ پولٹری ڈولپمنٹ افسر کے مشورہ کے مطابق خرچ کی جائیگی۔ جس علاقہ کی بھیڑیں مرزا پور کی مشہور اون صنعت کو اون فراہم کرتی ہیں وہاں کے بھیڑ پالنے والوں کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کے خیال سے حکومت نے مزید سانڈ بھیڑ مرکز قائم کرنا طے کیا ہے۔

مچھلیوں کی پرورش

لکھنؤ میں مچھلیوں کی تحقیقاتی تجربہ گاہوں میں مختلف قسم کی مچھلیوں کو ایک ایک تالاب میں رکھنے کا طریقہ معلوم کرنے کیلئے جو تجربات کئے جا رہے تھے ان سے معلوم ہوا کہ "روہو" بین اور کتلا مچھلیاں بیک وقت ایک ہی تالاب میں رکھی جاسکتی ہیں اس لئے کہ وہ اپنی خوراک تالاب کے پانی کی مختلف سطحوں سے حاصل کرتی ہیں۔ اترپردیش میں عام طور پر پائی جانے والی ان مچھلیوں کا بھی مطالعہ کیا گیا جو دوسری مچھلیوں کو کھالیتی ہیں۔ مچھلیوں میں کیلشیم کی مقدار کیا ہوتی ہے یہ معلوم کرنے کیلئے آٹھ ضلعوں کے ۲۰ تالابوں سے ۶۰ نمونے جمع کئے گئے تاکہ انکا کیمیاوی

مطالعہ کیا جا سکے۔

افزائش نسل کی غرض سے ۳۱ مارچ ۱۹۵۳ء تک تقریباً ۲۰۰ تالابوں میں عام طور پر پائی جانے والی مچھلیوں کے ۲۰ لاکھ سے زیادہ بچے ڈالے گئے۔ عمدہ قسم کی مچھلیاں باہر سے منگانے اور انھیں مقامی آب و ہوا کا عادی بنانے کی بھی کوشش کی جا رہی ہے۔ اوٹا کمنڈ کی ارکاپ نامی مچھلی کو کماؤں کی آب و ہوا موافق ہوئی چنانچہ نوکچھیا تال ضلع نینی تال کے تالابوں سے اس کے بچے ہزاروں کی تعداد میں دستیاب ہوئے۔ نودھرا (نینی تال) میں ایک اور تالاب اس غرض سے بنایا گیا کہ دوسرے تالابوں میں مچھلیوں کی کثرت نہ ہونے پائے۔ مچھلیاں کھانے والی "مہاشیر" مچھلی کے استیصال کے لئے ایک خاص قسم کے جال سے مچھلیاں پکڑنے کا تجربہ بھی شروع کیا گیا۔

ہلدوانی کے سرکاری فارم اور نگلا ڈیری فارم میں کچھ مچھلیاں یہ دیکھنے کی غرض سے پالی گئی کہ کم بلندی پر ان کی نشو و نما کیسی ہوتی ہے۔ مچھلیوں کے محکمے کی جانب سے لکھنؤ، الہ آباد، آگرہ، جھانسی اور بریلی میں مچھلی کی جو دکانیں کھلی ہیں ان پر ۵۴-۱۹۵۳ء میں تقریباً ۲۵۰ من مچھلی فروخت ہوئی۔

چارے کے وسائل پردیش کی چراگاہوں اور چارے کے وسائل کی تحقیقات اور ان کے سدھار کا ایک منصوبہ تیار کیا گیا۔ ریاست کے محکمۂ زراعت نے جو تجربات کئے ان سے معلوم ہوا کہ دوسری فصلوں کے مقابلہ میں شکرقند زیادہ مفید اور مفید چارا ہو سکتا ہے اسلئے کہ مویشیوں کے واسطے نہ صرف زیادہ مقدار میں زیادہ شکرقند دستیاب ہو سکتا ہے بلکہ اس میں غذائیت زیادہ ہوتی ہے۔

اجتماعی منصوبوں میں نگہداشت مویشی کا پروگرام اجتماعی منصوبے کے علاقوں میں نگہداشت مویشی کے پروگراموں میں نمایاں کامیابی ہوئی۔ ۵۴-۱۹۵۳ء کے آخر تک ۳ لاکھ ۸۲ ہزار مویشیوں کو عام بیماریوں سے محفوظ رکھنے کیلئے ٹیکے وغیرہ لگائے گئے اور مویشیوں کے سات اسپتال، مصنوعی طور پر گابھن کرنے کے چھ مرکز اور پانچ سانڈ بھیڑ مرکز قائم کئے گئے۔ اسپتالوں کے باہر ایک لاکھ سے زیادہ مویشیوں کا علاج کیا گیا۔ بعض علاقوں

میں مرغیوں کی بھی پرورش شروع کی گئی اور مرغیوں کی ترقی کے ۱۲ بلاک قائم کئے گئے جن میں عمدہ نسل کی مرغیاں فراہم کی گئیں اور خراب نسل کی تمام مرغیاں وہاں سے ختم کردی گئیں۔

اجتماعی منصوبے کے علاقوں میں کھال اتارنے اور مردہ جانوروں کی ہڈیاں وغیرہ سے کام لینے کے متعدد مرکز قائم کئے گئے۔ بعض بلاکوں میں مچھلیوں کی پرورش بھی شروع کی گئی جس کیلئے ۵۰ تالاب بنائے گئے۔ بعض دیہی کارکنوں کو ماہی پروری کی خاص تربیت دی گئی۔

آب پاشی اور بجلی

کاشتکاروں کے لئے سنچائی کی زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرنے کے پروگرام کے سلسلہ میں ایک اہم قدم رنگواں باندھ کی تعمیر ہے جو دریائے کین کے معاون دریا بین پر بندیل کھنڈ ڈویژن میں بنایا گیا ہے۔ اس کا افتتاح ۱۲ر دسمبر کو ہوا۔ یہ باندھ کین نہر ڈویژن کے گنگاؤں باندھ سے پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔ اور ضلع باندہ میں مزید ۹۰۰۰۰ ایکڑ رقبہ کی سنچائی کے لئے کین نہر میں پانی کی سپلائی بڑھانے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس باندھ کی تعمیر کا کام ۱۹۵۰ء میں شروع ہوا تھا۔ زیر نظر سال کے اختتام پر موجودہ کین نہر اور شاخوں کی از سر نو تعمیر کا کام جاری تھا۔

کین نہر کی ترمیم و اصلاح کے علاوہ آبپاشی کی بعض دوسری بڑی بڑی اسکیموں پر بھی کام ہو رہا تھا مثلاً چندر پربھا باندھ۔ اس باندھ کی تکمیل کے بعد ۳۰ مربع میل کا علاقہ سیلاب سے محفوظ ہو جائے گا۔ موجودہ بنارس اسٹیٹ نہر میں پانی کی سپلائی بڑھ جائے گی اور چندر پربھا کرمناسا اور چندر پربھا۔ گری دوآب میں مزید ۲۴ ہزار ایکڑ رقبہ کے لئے سنچائی کی سہولتیں مہیا ہو جائیں گی۔ خاص باندھ جو دریائے چندر پربھا پر چکیا سے ۱۲ میل جنوب میں تعمیر ہو رہا ہے اس میں ۲۵۰۰ ملین مکعب فٹ پانی ذخیرہ کیا جا سکے گا اس باندھ کے پختہ حصّہ کی لمبائی ۵۰۰ فٹ اور اونچائی ۶۰ فٹ ہو گی۔

اس کے علاوہ اہردرہ، نوگڑھ، ارجن اور ماتا ٹیلا باندھوں اور بیلن ٹونس نہروں پر

بھی کام جاری ہے۔ چندر پربھا باندھ کی طرح اہرورہ باندھ سے بھی ۳۰ مربع میل اچھی اور قابلِ
کاشت زمین سیلاب کی چیرہ دستیوں سے محفوظ ہو جائے گی۔ موجودہ گرمی نہروں میں پانی کا بہاؤ بڑھ
جائے گا اور ضلع بنارس کی چندولی تحصیل اور ضلع مرزاپور کی چنار تحصیل کے نئے علاقوں میں تقریباً ۲۲۰۰۰
ایکڑ رقبہ کے لئے سینچائی کی سہولتیں مہیا ہو جائیں گی۔ نوگڑھ باندھ کے مکمل ہو جانے پر جو ضلع بنارس میں
قصبہ نوگڑھ کے قریب دریائے کرمناسا پر تعمیر ہو رہا ہے اس میں ۱۴۰ مربع میل رقبہ کا ۳۵۰۰
ملین مکعب فٹ پانی جمع ہو گا۔ ارجن باندھ سے جو تکمیل کے قریب ہے ضلع ہمیر پور میں تقریباً ۲۷۰۰۰
ایکڑ زمین کی سینچائی ہو سکے گی۔ اس باندھ کی تعمیر کا کام ابھی پچھلے سال شروع ہوا تھا۔ ماتاٹیلا
باندھ میں جو دریائے بیتوا پر بنایا جا رہا ہے ۴۰۰۰۰ ملین مکعب فٹ پانی کا ذخیرہ رہیگا۔ جس
سے جھانسی میں ۵۰۰۰ ایکڑ، جالون میں ۱۵۰۰۰ ایکڑ اور ضلع ہمیر پور میں ۸۰۰۰ ایکڑ اور
مدھیہ بھارت کے ملحقہ اضلاع بھنڈ اور گوالیار اور وندھیہ پردیش کے دتیا اور اورچھا ضلعوں
میں تقریباً ۸۰۰۰ ایکڑ کی آبپاشی ہو گی۔ بیلن ٹونس نہروں کے مکمل ہو جانے کے بعد ان سے
ضلع الٰہ آباد کے بیلن۔ ٹونس۔ گنگا دوآب میں تقریباً ایک لاکھ ایکڑ رقبہ کی سینچائی کی سہولتیں
مہیا ہو جائیں گی۔

گنگا نہر کا حجم بڑھانے کی ایک اسکیم پر بھی کام ہو رہا ہے۔ اس نہر کا حجم بڑھ جانے
پر غذائی پیداوار میں تقریباً ۱۲۰۰۰ ٹن کا اضافہ ہو جائے گا اور چارے نیز کپاس کی صورت
حال بھی بہتر ہو جائے گی۔ دریائے چوکا کے علاقے میں سرجو نہر کے ذخیرۂ آب کی تعمیر کا منصوبہ
بھی تیار کر لیا گیا ہے۔ یہ ذخیرۂ آب مشرقی ضلعوں میں تقریباً ۱۵۰۰۰ ایکڑ رقبہ کی آبپاشی
کے لئے تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اس اسکیم کی تکمیل کے بعد غذائی پیداوار میں تقریباً ۱۰ لاکھ من کا
اضافہ ہو جائے گا۔ یہ اسکیم رائے بریلی، پرتاپ گڑھ، سلطانپور اور جون پور کے ضلعوں میں
ساردا نہر اور اس کی شاخیں نکالنے کے بڑے منصوبے کا ایک جزو ہے۔ اس کے علاوہ ضلع بنارس
میں چندولی نہروں اور ضلع گونڈہ میں مجھگاواں اور گبھیل کھنڈ باندھوں کی تعمیر کا کام بھی جاری ہے

ہے۔ بن گنگا نہر سے جو نہریں نکالی جا رہی ہیں۔ ان کی کھدائی مکمل ہو چکی ہے اور سنچائی کے لئے نہر دسمبر میں کھول دی گئی۔ رام گنگا کے پشتے کی تعمیر کی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ مشرقی ضلعوں میں آبپاشی کی چھوٹی چھوٹی چھ اسکیمیں بھی شروع کی گئیں۔

رہاند باندھ

زیر تبصرہ سال کے اختتام پر تمام امکانی کوششیں رہاند باندھ کی تعمیر کی رفتار کو تیز سے تیز تر رکھنے کی جا رہی تھیں۔ ہندستان کی اسکیموں میں رہاند باندھ کو ایک اہم اور مفید ترین اسکیم سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اسے پنجسالہ منصوبے میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اس کی تعمیر میں ابھی چھ برس اور لگیں گے۔ اور اس کی تعمیر پر تقریباً ۳۵ کروڑ روپے صرف ہوں گے۔

اس باندھ کی تکمیل پر مشرقی یو۔پی کے ۱۳ ضلعوں اور وندھیہ پردیش کے مشرقی حصوں کو بجلی دستیاب ہوگی۔ اس سے بہار میں سنچائی کے لئے پانی بھی فراہم ہوگا۔ صرف یو۔پی میں اس باندھ سے ۴۰۰۰ نل کنوؤں کو بجلی ملے گی۔ امید ہے کہ ان نل کنوؤں سے فیض آباد، گونڈہ، بستی، گورکھپور، دیوریا، بلیا، غازی پور، بنارس، اعظم گڑھ، جونپور، سلطان پور، الہ آباد اور پرتاپگڑھ کے ضلعوں میں تقریباً ۱۶ لاکھ ایکڑ رقبے کی آبپاشی ہوگی۔ اس منصوبے سے غذائی پیداوار میں ۳ لاکھ من سے زیادہ کا اضافہ ہوگا۔

نل کنوئیں

کثیر تعداد میں نل اور کنوؤں کی تعمیر پردیش میں جاری رہی۔ اپریل ۱۹۵۴ء تک ۱۱۱۵ نل کنوئیں مکمل ہوئے ہیں۔ پنجسالہ منصوبے میں ۱۹۶۰ کنوؤں کی تعمیر کا پروگرام رکھا گیا ہے۔ ضلع فیض آباد میں محکمہ کی طرف سے جو ۶۰ نل کنوئیں بن رہے تھے۔ وہ مکمل ہو گئے اور ان میں سے بیشتر کنوؤں سے سنچائی کا کام لیا جانے لگا۔ فیض آباد اور گونڈہ کے ضلعوں میں ۴۴۰ نل کنوؤں کی اسکیم کے ماتحت ایسوسی ایٹڈ ٹیوب ویلز لمیٹڈ کمپنی جو ۹۰ کنوئیں بنا رہی تھی اس میں سے ۸۹ کنوئیں دسمبر ۱۹۵۳ء کے آخر تک مکمل ہو گئے تھے۔ اسی مدت تک گورکھپور، دیوریا، اور بستی کے ضلعوں میں ۷۵ نل کنوئیں اور اعظم گڑھ، بلیا، غازیپور،

جونپور اور بنارس کے ضلعوں میں ۲۳ کوئیں بن کر تیار ہوئے۔

حکومت ہند نے ۱۹۵۳ء کے ہند امریکی فنی تعاون پروگرام کے ماتحت یو۔پی کو مزید ۲۸۰ نل کنوئیں الاٹ کئے۔ ان میں سے ۲۳۰ نل کنوئیں، بہرائچ، بنارس، جونپور، غازی پور، بلیا اور اعظم گڑھ کے ضلعوں کے لئے رکھے گئے ہیں۔ بہرائچ اور بنارس میں نل کنوئیں محکمہ کے زیر اہتمام تعمیر کرنے کی تجویز ہے اور اس منصوبے کے ماتحت دوسرے نل کنوؤں کی تعمیر کا ٹھیکہ انجینیروں کی ایک فرانسیسی فرم کو دیا گیا ہے۔

شاہجہانپور، سیتاپور اور کھیری کے ضلعوں میں جن ۲۵۰ نل کنوؤں کی تعمیر کا ٹھیکہ اسوشی ایٹڈ ٹیوب ویلز لمیٹڈ کمپنی کو دیا گیا تھا وہ مکمل ہو گئے ہیں۔ ان تمام نل کنوؤں سے کام لیا جانے لگا ہے۔ ۱۹۵۳ء کے ہند امریکی فنی تعاون پروگرام کے ماتحت الاٹ کئے گئے ۲۸۰ نل کنوؤں میں سے ۵۰ کنوؤں کی تعمیر ضلع نینی تال کے ترائی علاقے میں شروع ہوئی۔ یہ نل کنوئیں اس پن بجلی سے چلیں گے جو ساردا بجلی گھر میں پیدا ہوگی۔

مغربی منطقے کے لئے ہند امریکی فنی تعاون پروگرام کے ماتحت الاٹ کئے گئے ۳۴۰ نل کنوؤں میں سے دسمبر ۵۳ء کے آخر تک ۵۰ نل کنوئیں مکمل ہو چکے ہیں۔ بجنور میں بھی ۱۴ نل کنوئیں مکمل ہو چکے ہیں۔

امید ہے کہ ۵۴-۵۳ء میں سنچائی کی جن مختلف اسکیموں پر کام ہو رہا تھا۔ ان سے پردیش میں مزید ۳ لاکھ ایکڑ رقبے کی سنچائی ہو سکے گی۔

امداد باہمی نل کنوئیں

پردیش میں مئی ۵۴ء تک ۴۳۵ امداد باہمی نل کنوئیں تعمیر ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ ان نل کنوؤں سے ۷۵۰۰۰ ایکڑ سے زیادہ رقبے کی آبپاشی ہوگی۔ ان نل کنوؤں کو امداد باہمی آبپاشی انجمنوں نے ۳۰ لاکھ روپے کی اس سرکاری مدد سے تعمیر کیا ہے جو نصف مالی امداد اور نصف تقاوی کی شکل میں دی گئی تھی۔ ریاستی حکومت نے ۵۵-۱۹۵۴ء میں مزید ۳۰۰ امداد باہمی نل کنوؤں کے لئے ۳۰ لاکھ روپے منظور کئے ہیں۔ یہ کنوئیں

جون ۱۹۵۵ء تک تیار ہو جائیں گے اور ان سے تقریباً ۱۲۰۰۰۰ ایکڑ رقبے کی آبپاشی ہو گی۔

سنچائی کی دوسری اسکیمیں زیر نظر سال میں حکومت نے بہادر آباد ضلع سہارنپور میں گنگا نہر کے جانی اب گریز (اسکیپ) کا حجم ۲۰۰۰ سے بڑھا کر ۴۰۰۰ مکعب فی سکنڈ کرنیکی ایک اسکیم منظور کی تاکہ علی گڑھ ڈویزن میں گنگا نہر کے کنارے محفوظ رہیں اور علی گڑھ اور بلند شہر کے ڈویزنوں میں کم سے کم رقبہ تہ آب ہو۔ اس سے گنگا نہر کے بجلی گھروں کو چلانے کے لئے مطلوبہ مقدار میں پن بجلی کی سپلائی میں بھی مدد ملے گی۔

لوور ڈویزن آگرہ نہر کی فتحپور سیکری شاخ میں ترمیم و اصلاح کی بھی ایک اسکیم منظور کی گئی۔ ایک اور اسکیم بھی مشرقی یمنا نہر میں ترمیم و اصلاح کی ۱۵ لاکھ روپے کی لاگت سے شروع کرنیکی تجویز ہے۔ زیادہ اناج اگاؤ پروگرام کے ماتحت حکومت ہند سے ۲۶۹۲۲۸۰ روپے کے عطئے اور ۱۵۸۱۳۵۰۰ روپیہ کے قرض کی منظوری متعدد چھوٹی چھوٹی سنچائی کی اسکیموں کو بروئے کار لانے کے لئے حاصل کی گئی ہے۔ ریاستی حکومت نے بھی ۴۵۰۰۰ روپے کی ایک رقم اس غرض سے منظور کی کہ ۱۹۵۴-۵۵ء کے مالی سال میں ۱۰۰۰ اچھے کنوئیں تعمیر کرنے کے لئے مختلف ضلعوں کو مالی امداد دی جائے۔ اس کے علاوہ ۵۰ لاکھ روپے کی ایک اور رقم ۵۰۰ روپے فی کنواں تقاوی تقسیم کرنے کے لئے منظور کی گئی۔

۱۹۵۴-۵۵ء کا پروگرام سنچائی کی جو اسکیمیں ۱۹۵۴-۵۵ء کے لئے مرتب کی گئی ہیں۔ ان سے امید ہے کہ سنچائی کا رقبہ بڑھ کر ۹۱۵۰۰۰۰ ایکڑ تک پہنچ جائے گا اور نل کنووں کی تعداد ۴۰۳۶ ہو جائیگی۔ اسکے علاوہ ۴۰۰ میل لمبی نہریں بھی بن جائینگی۔ یہ پروگرام قومی منصوبہ بندی کمیشن کی پالیسی کے مطابق ہے۔ کمیشن نے اس بات پر زور دیا ہے کہ آئندہ ۱۵-۲۰ سال کے اندر ملک بھر میں سنچائی کے رقبے کا دگنا ہو جانا ضروری ہے۔

بجلی اتر پردیش میں زیر نظر سال میں جتنی بھی بجلی دستیاب تھی اتنی اس سے پہلے کبھی فراہم نہیں ہوئی تھی۔ پھر بھی اسکی مانگ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ اس کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے

ریاستی حکومت نے ایک حوصلہ مند پروگرام شروع کیا جس کے ماتحت آٹھ نئے بجلی گھر زیر تعمیر تھے اور موجودہ تین بجلی گھروں کی بجلی پیدا کرنیکی طاقت بڑھائی جا رہی تھی۔ زیر نظر سال میں ان اسکیموں پر اطمینان بخش طور سے کام ہوا اور امید ہے کہ ۵۶-۱۹۵۵ء تک پردیش میں ۵۱-۱۹۵۰ء کے مقابلہ میں ۱۳۹۲۳۵۰ کیلوواٹ زیادہ بجلی پیدا ہونے لگے گی۔

دوسری عالمی جنگ سے پہلے یو۔ پی میں مجموعی طور پر ۱۵۰۳۹۲ کیلوواٹ بجلی پیدا کرنیکا بندوبست تھا جنگ کے باعث بجلی پیدا کرنیکی تمام اسکیموں میں رکاوٹ پیدا ہو گئی لیکن جنگ کے ختم ہو جانے اور بعد میں اختیارات کے عوامی حکومت کے ہاتھوں میں آجانے پر بجلی کی اسکیموں کی رفتار تیز تر ہو گئی۔ چنانچہ مارچ ۱۹۵۳ء تک بجلی کی پیداوار ۶۱۶۱۸ کیلوواٹ زیادہ ہو گئی۔

مشرقی ضلعوں کی ضروریات کیلئے امید ہے کہ صرف رہانہ باندھ سے ۸۹۲۵ کروڑ کیلوواٹ یونٹ سالانہ بجلی پیدا ہوگی۔ اسکے علاوہ ۱۰۰۰۰ کیلوواٹ کے اسٹیم بجلی گھر مئو اور گورکھپور میں تعمیر ہو رہے ہیں اور سہادل بجلی گھر کی بجلی پیدا کرنیکی طاقت میں ۷۵۰۰ کیلوواٹ کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔

مین پوری، ایٹہ اور فرخ آباد کے ضلعوں کے ۳۴۰ نل کنووں کو بجلی دینے کے لئے مین پوری میں ۱۰۰۰۰ کیلوواٹ کا ایک اسٹیم بجلی گھر زیر تعمیر ہے۔

ہردواگنج، رامپور، کانپور، سہادل اور گورکھپور کے بجلی گھروں میں جو توسیع کی جا رہی ہے اس سے ۱۹۵۶ء کے آخر تک پردیش میں ۴۵۰۰۰ کیلوواٹ زائد بجلی دستیاب ہونیکی توقع ہے اسکے علاوہ کھٹیما اور پتھری کے بجلی گھروں کے بھی مکمل ہو جانے پر ۵۷۴۰۰ کیلوواٹ بجلی زیادہ پیدا ہونے لگے گی۔ پہلے پنجسالہ منصوبے کے آخر میں گورکھپور، مئو اور مین پوری کے بجلی گھر کی تعمیر اور سہادل بجلی گھر کی توسیع مکمل ہو جائیگی جس سے بجلی کی پیداواری طاقت میں مزید ۳۷۵۰۰ کیلوواٹ کا اضافہ ہو جائے گا۔ اس طرح سرکاری بجلی گھروں کی مجموعی پیداواری طاقت ۱۹۵۶ء تک ۲۵۶۹۰۰ کیلوواٹ ہو جائے گی جو ۱۹۵۱ء میں صرف ۴۳۲۰۰ کیلوواٹ تھی۔

اصلاحاتِ آراضی

اصلاحات آراضی کے سلسلے میں ایک نمایاں قدم وہ بل تھا جسے زیر نظر سال میں لیجسلیچر نے منظور کیا۔ صدر ہند کی منظوری حاصل ہونے کے بعد یہ ۸ مارچ ۱۹۵۴ء کے غیر معمولی گزٹ میں شایع کردیا گیا۔ اس قانون کے ماتحت چک بندی کی اسکیم تحصیل کیرانہ ضلع مظفرنگر اور تحصیل مسافرخانہ ضلع سلطان پور میں یکم اپریل ۱۹۵۴ء سے شروع کی گئی۔ چک بندی کے ڈھنگ اور طریقۂ کار کا مطالعہ کرنے کے لئے جو افسران پنجاب بھیجے گئے تھے وہ ان ضلعوں میں ابتدائی امور انجام دینے کے لئے تعینات کئے گئے۔

یہ قانون خاتمہ زمینداری و اصلاحات آراضی کے اس قانون سے کسی طرح کم اہم نہیں تصور کیا جاتا جس نے نظام زمینداری کو ختم کردیا ہے۔ چک بندی کے قانون کی بدولت نہ صرف یہ کہ انجام کار زمین کی پیداوار بڑھ جائے گی بلکہ مقدمہ بازی اور کسانوں کے باہمی نزاعات بھی بڑی حد تک کم ہو جائیں گے۔ حکومت نے مزید ۱۸ ضلعوں میں اکتوبر ۱۹۵۴ء سے اس قانون کو نافذ کرنے اور مظفرنگر اور سلطان پور کے ضلعوں میں عملے کی ٹریننگ کے لئے ایک ایک اسکول قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔

حکومت نے خاتمہ زمینداری معاوضہ بانڈوں کی نوعیت میں اہم تبدیلیوں کا اعلان کیا۔ اس سلسلے میں ایک فیصلہ قابل خرید و فروخت بانڈ

جاری کرنے کا کیا گیا جس پر واجب الادا سود اور اصل مساوی سالانہ قسطوں میں ہر سال یکم جولائی کو ادا کیا جائے گا۔ بانڈ کی ادائیگی کی مدت بدستور ۴۰ سال اور شرح سود ۳½ فیصدی رہی ۔ یہ بانڈ ۵۰ روپئے، ۱۰۰ روپئے، ۲۰۰ روپئے، ۵۰۰ روپئے، ۱۰۰۰ روپئے، ۵۰۰۰ روپئے، ۱۰۰۰۰ روپئے، کے ہیں جنکا روپیہ متعلقہ علاقوں کے خزانے اور ذیلی خزانے میں دیا جائیگا۔ دہلی کے پبلک ڈٹ آفس کی ایک شاخ لکھنؤ میں قابل خرید و فروخت اور قابل انتقال بانڈ جاری کرنے کے لئے کھولی گئی ۔

حکومت نے بھومی دھروں کو مال گزاری کی ادائیگی کی سہولت دینے کے خیال سے یہ بھی فیصلہ کیا کہ بھومی دھر اپنی مال گزاری میں اپنا معاوضہ بانڈ اس طرح مجرا کرا سکتا ہے کہ یا تو معاوضہ بانڈ نہ لے یا اگر لے لیا ہو تو اُسے واپس کر دے ۔ یہ سہولتیں صرف ان بھومی دھروں اور سیرداروں کیلئے ہیں جنھیں سابق زمیندار کی حیثیت سے خاتمہ زمینداری معاوضہ بانڈ ملیں ۔ ضلع حکام کو ہدایت کی گئی کہ خاتمہ زمینداری و اصلاحات آراضی قواعد کے مطابق درمیانی سالانہ رقموں کی ادائیگی کا فوراً بندوبست کریں ۔

پبلک ڈٹ آفس نے ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۵۴ء تک ۴۰۵۹۹۵۰ روپئے کے ۸۵۰۰ سے زیادہ معاوضہ بانڈ جاری کئے ۔ درمیانی معاوضہ کے لئے ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۵۴ء تک ۳۱۷۸۹۴ درخواستیں موصول ہوئیں جن میں سے ۲۱۰۳۵۱ پر ضروری کارروائی کے بعد ۳۸۰۱۰۰۹۵ روپئے ادا کئے گئے ۔ درمیانی سالانہ رقوم کیلئے ۷۷۶۴ درخواستیں موصول ہوئیں ۔ ان میں سے ۳۱۹۴ پر کارروائی ہونے کے بعد ۲۳۰۶۰۷۴ روپئے ادا کئے گئے ۔ یکم جولائی سنہ ۱۹۵۲ء کو خاتمہ زمینداری سے تقریباً ۳۰ ۱۷ لاکھ زمیندار متاثر ہوئے ۔ ان زمینداروں کو دیئے جانے والے

معاوضہ کی رقم تقریباً ۵،۷ کرور روپئے ہوتی ہے جسمیں سے تخمیناً ۱۰ کرور روپئے
نقد ادا کئے جائیں گے اور باقی کے بانڈ ہوں گے۔

اس امر کے باوجود کہ مال گزاری میں جو رقم وصول ہونا ہے وہ
اور جن لوگوں سے وصول ہونا ہے ان کی تعداد بہت زیادہ بڑھ گئی ہے خاتمہ
زمینداری کے بعد پہلے سال مال گزاری کی وصولی کا اوسط ۸ر۹۹ فیصدی رہا۔ اس
سے قبل کے سال میں یہ اوسط ۴ر۹۸ فیصدی تھا۔ پہلے مال گزاری دینے والوں
کی تعداد تقریباً ۴ لاکھ تھی لیکن خاتمہ زمینداری کے بعد تقریباً ایک کرور ۵۰ لاکھ
کاشتکاروں سے مال گزاری وصول ہوتی ہے۔

نظام زمینداری کے خاتمہ کے بعد ریاستی حکومت کو تقریباً ۱۳۰۰۰۰۰۰ ایکڑ
پرتی زمین ملی۔ تقریباً ۳۸ لاکھ ایکڑ زمین ترائی، مرزاپور اور بندیل کھنڈ جیسے علاقوں
میں جنگل لگانے کے لئے مخصوص کر دی گئی۔ باقی پرتی زمینیں گاؤں کمیٹیوں کو دیدی گئیں
ان میں سے قانوناً گاؤں کی جملہ مزروعہ آراضی کے کم سے کم ۱۰ فیصدی کے بقدر زمین مقاصد
عامہ کے لئے جن میں درخت لگانے کا مقصد بھی شامل ہے مخصوص کر دی گئی۔ باقی زمینوں
کو گاؤں سماج زرعی یا صنعتی استعمال یا مکان بنانے کیلئے اٹھا سکتا ہے۔ حکومت نے انتظام
آراضی کمیٹیوں کو ہدایت کی کہ جہاں ممکن ہو وہاں کارکنوں کو اپنے ان جلسوں میں مشیر کی
حیثیت سے مدعو کریں جن میں بے زمین مزدوری کو پرتی زمینیں اٹھائی جائیں۔

خاتمۂ زمینداری کے نتیجہ میں کورٹ آف وارڈس ۳۱ مارچ ۱۹۵۲ء سے ختم کر دیا گیا۔
حکومت سابق زمینداروں کو اپنی پسند کے خزانوں یا ذیلی خزانوں سے معاوضہ بانڈ کا روپیہ لینے
کی سہولتیں دینے اور درمیانی معاوضہ زیادہ سے زیادہ مجموعی معاوضے کا ۳۰ فیصدی مقرر
کرنے کے لئے یوپی خاتمہ زمینداری و اصلاحات آراضی ایکٹ ۱۹۵۰ء میں ترمیم کی تجویز رکھتی ہے۔

طبی امداد کی سہولتوں میں توسیع

باوجودیکہ سند یافتہ معالجین دیہاتوں میں رہنے پر مستعدی سے راضی نہیں ہوتے پھر بھی حکومت نے سنہ ۵۳-۱۹۵۲ء میں ۲۶ انگریزی اور ۱۵ آیورویدک و یونانی شفاخانے دیہاتوں میں کھولے۔ اس طرح دیہی شفاخانوں کی مجموعی تعداد ۴۸۸ ہوگئی۔ ان کے علاوہ ڈسٹرکٹ بورڈ ۷۲۰ شفاخانے چلا رہے ہیں اور ۳۰۰ کو امداد دے رہے ہیں۔

سنہ ۵۵-۱۹۵۴ کے پروگرام میں دس انگریزی اور دس آیورویدک و یونانی شفاخانے اور دیہاتوں میں کھولے جائیں گے۔ ان میں سے اکثر کھل ہی چکے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ دیہاتوں میں اتنے شفاخانے ہوجائیں کہ کسی بھی ضرورتمند کو پانچ میل سے زیادہ کی مسافت نہ طے کرنا پڑے۔ آیورویدک اور یونانی ادویات کے ریاستی دواخانہ میں ضروری مشینیں لگائی جارہی ہیں تاکہ دیہی شفاخانوں کو ان سے اچھی اور سستی دوائیں برابر ملتی رہیں۔ یہ بھی امید ہے کہ اب میڈیکل کالجوں سے زیادہ لڑکے ڈاکٹر بن کر نکلیں گے تو دیہاتوں کے لئے سند یافتہ معالجین اور دوسرے طبی عملہ کی وہ قلت نہیں رہے گی جو اس وقت ہے۔

شہروں میں طبی سہولتوں کی توسیع کے سلسلہ میں پچھلے سال دو نئے اسپتال کھولے گئے ہیں۔ ایک خورجہ میں دوسرے فیروزآباد ضلع آگرہ میں۔ فیروزآباد اسپتال میں سویلینگ کا ایک ٹی بی سینی ٹوریم بھی شامل کیا جارہا ہے۔ گونڈہ اور رائے بریلی کے ضلع اسپتال تیار ہوگئے اور مؤخرالذکر میں توسیع کی جارہی ہے۔ دیوریا کا نیا اسپتال بھی بن گیا ہے

اور بارہ بنکی کا بننا شروع ہو گیا ہے۔ الہ آباد کے اسپتال کے بارے میں ارادہ ہے کہ اس کی از سر نو تعمیر کی جائے۔ اسپتالوں کی مرمت پر پچھلے دو برسوں میں حکومت نے ۱۳ لاکھ روپیہ صرف کیا ہے۔ ان کے سامانوں میں بھی بڑا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اکثر اسپتالوں کو ایکسرے کا سامان مل بھی چکا ہے۔

طبی تعلیم

ریاست کے دو خاص میڈیکل کالجوں میں سے لکھنؤ میڈیکل کالج اور اسپتال کی توسیع کا کام شروع ہی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مریضوں کے لئے زیادہ پلنگ اور طلبا کے لئے ٹریننگ کے زیادہ مواقع فراہم کئے جا سکیں۔ یہاں آنکھ کے علاج کا ایک معیاری ادارہ تقریباً سات لاکھ کے خرچہ سے، دو نئے تھیٹر اور لڑکیوں کے لئے ایک نیا ہوسٹل بنانے کی بھی تجویزیں ہیں۔ آگرہ میں جہاں دوسرا ادارہ سروجنی نائیڈو میڈیکل کالج واقع ہے پانچ لاکھ کی رقم سے ایک پنج سالہ پروگرام شروع کیا جا رہا ہے۔

دیسی طریق علاج

حکومت نے آیورویدک اور یونانی تعلیم کی ترقی پر خاطر خواہ توجہ کی۔ ایک اسٹیٹ آیورویدک کالج کھولا گیا ہے جو یو۔پی۔ میں اپنی نوعیت کا پہلا اور بھارت میں دوسرا ادارہ ہے۔ یہ لکھنؤ کے سابق کنگس انگلش ہاسپٹل کی مشہور عمارت میں واقع ہے۔ اس سے ایک ۸۰ پلنگ کا اسپتال بھی وابستہ ہے۔ بنارس ہندو یونیورسٹی کے آیورویدک کالج اور مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے طبیہ کالج کے ساتھ سالانہ گرانٹ میں بھی معتدبہ اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ان دوسرے اداروں کے بھی گرانٹ بڑھا دیئے گئے ہیں جو بورڈ آف انڈین میڈیسن کے پنج سالہ بی۔ آئی۔ ایم۔ ایس نصاب کی تعلیم دیتے ہیں۔

آیورویدک اور یونانی طبی اکاڈمی نے، جو دیسی طریق علاج کو بہتر بنانے کے خیال سے حکومت کی طرف سے قائم کی گئی ہے، آیورویدک اور یونانی طریق علاج پر اچھی کتابیں لکھنے والے مصنفین کو ۲۲۵۰ روپے کے انعامات دیئے۔ معیار تعلیم کو بہتر بنانے کے خیال سے۔ بی۔ آئی۔ ایم۔ ایس کے آیورویدک اور یونانی طب کے نصابات پر بھی نظر ثانی کی گئی ہے اور ان طلبا کی

ٹریننگ کے لئے مثالی اسپتالوں میں انتظامات کئے گئے ہیں۔

محکمہ صحت نے ۱۳ امدادی خواتین معالجین کو جو دیہی علاقوں میں دیسی طریق علاج میں کام کر رہے ہیں امدادی رقمیں دیں۔ جن علاقوں میں طبی سہولتوں کی کمی ہے وہاں گاؤں پنچائتوں کو تقریباً ۵۰۳۰۰ دواؤں کے بکس دیئے گئے۔

خواتین کی ٹریننگ

الہ آباد، بنارس، کانپور اور لکھنؤ میں دائیوں کی ٹریننگ کے چھ سنٹر کھولے گئے۔ خواتین طبی افسران کے لئے ڈفرن اسپتال آگرہ میں ایک پوسٹ گریجویٹ ٹریننگ سنٹر کھولنے کی تجویز ہے۔ دیسی طریق علاج کے ماتحت نرسنگ کی ٹریننگ کا ایک جداگانہ نصاب شروع کیا جا رہا ہے جس کا مقصد دیسی طریق علاج کے شفاخانوں میں مناسب عملہ کی فراہمی ہے۔ اس قسم کی نرسوں میں سے جو گریجویٹ ساتھ دستار ڈکملائیں گی پانچ سو اسٹھ دستار دکو لکھنؤ کے ڈفرن اسپتال میں مزید چھ مہینے کی ٹریننگ دی جائے گی۔ اس کے بعد وہ اسٹیٹ آیورویدک شفاخانوں میں متعین کر دی جائیں گی۔

ملیریا کی روک تھام

ہندوستان کے دوسرے حصوں کی طرح یو۔پی میں بھی ۷ سے ۱۲ جون تک ملیریا تشہیر ہفتہ منایا گیا۔ اس ہفتہ میں لوگوں کو ملیریا کے اسباب اور اس کی روک تھام کے طریقے بتائے گئے۔ ریاستی حکومت اور نیشنل ملیریا کنٹرول کے پروگرام پر ۱۳ ضلعوں میں بھرپور عمل کرنے کے لئے رضاکارانہ کارکنوں سے کام لیا گیا۔ جون جولائی اور ستمبر اکتوبر کے دو موسموں میں ڈی ڈی ٹی چھڑکنے کا کام بڑے پیمانہ پر کیا گیا۔ اس کے لئے محکموں کے وسائل اور رضاکارانہ کارکنوں کی مدد حاصل کی گئی۔ ختم سال تک دہرہ دون، سہارنپور، علی گڑھ، متھرا، مرادآباد، بلند شہر، بجنور، گڑھوال، گونڈہ، بستی، گورکھپور، دیوریا اور میرٹھ کے ضلعوں میں ملیریا روک تھام کی اسکیم رضاکارانہ تحت سے چل نکلی تھی۔ مرزاپور، بہرائچ، کھیری، پیلی بھیت، شاہجہاں پور، بریلی اور رامپور میں حکومت ہند کی اسکیم کے ماتحت نیشنل ملیریا کنٹرول کی پانچ یونٹیں کام کر رہی تھیں۔

ملیریا کی روک تھام کے اقدامات کو ترائی کے نوآبادیاتی علاقہ میں خاص کامیابی ہوئی۔ ان اقدامات کے نتیجہ میں نہ صرف وہاں ملیریا سے بچاؤ کی صورتیں نکل آئیں بلکہ زیر کاشت علاقہ میں بھی اضافہ ہو گیا۔ صرف کاشی پور (ضلع نینی تال) میں ۱۴۰۰۰ ایکڑ زمین زیر کاشت آگئی۔

دق کے خلاف اقدامات

تقریباً دو برس ہوئے اُتر پردیش میں دق کے خلاف مہم شروع کی گئی۔ اس مہم کے ماتحت کم آمدنی والوں کو دق کے مخصوص علاج کی سہولتیں بہم پہنچانے کا سلسلہ جاری رہا۔ بھوالی سینی ٹوریم میں، جہاں ایک جدید ترین آپریشن تھیٹر کا اضافہ کر دیا گیا ہے، مفت پلنگوں کا انتظام ۲۶ سے بڑھا کر ۹۸ کر دیا گیا ہے۔ بھوالی کے قریب گیٹھیا میں ایک نیا سینی ٹوریم قائم کیا گیا ہے جہاں اُستادوں اور طالب علموں کو مخصوص سہولتیں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ فیروز آباد کے علاوہ جہاں ۱۰۰ پلنگوں کا ایک اسپتال بھی قریب کھل رہا ہے، بنارس اور الہ آباد میں بھی سینی ٹوریم کے علاج کا انتظام ہو رہا ہے۔

ایک خاص اسکیم کے ماتحت حکومت نے برج سیوا سمتی۔ ٹی۔ بی سینی ٹوریم، ورنداپن ضلع متھرا میں ۲۵ پلنگوں کا ایک وارڈ بنانے کے لئے رقم فراہم کی۔ اس سینی ٹوریم کے ۷۵ فیصدی پلنگ اُستادوں اور طالب علموں کے لئے محفوظ کر دئے جائیں گے۔ "تعمیر بعد از جنگ" اور اُستادوں اور طلبا کے ٹی۔بی فنڈ کے روپیہ سے بعض ڈسٹرکٹ اسپتالوں میں ٹی۔بی وارڈ کھولے جا رہے ہیں۔ ساڈہ میں ۴۴ پلنگوں کے ایک ٹی۔بی اسپتال کی تعمیر کا کام بھی شروع ہو گیا۔ اس اسپتال کے لئے مقامی لوگوں نے ۳۸۰۰۰ روپیہ فراہم کیا، ۳۲۰۰۰ ہزار روپیہ اُستادوں اور طالب علموں کے فنڈ سے دیا گیا اور ۱۰۰۰۰ روپیہ یو۔پی ٹیوبرکلوسس فنڈ سے حکومت اُتر پردیش نے بھی اس سلسلہ میں ۲۹۰۰۰ روپیہ کی متواتر رقم اور ۳۰۰۰۰ روپیہ کا ایک غیر متواتر عطیہ دیا ہے۔ حکومت نے بی۔ ایل شرما اسپتال میرٹھ میں ۲۰ پلنگوں کا ایک ٹی۔بی وارڈ جس میں جدید ترین آلات ہوں گے، کھولنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ اس وارڈ پر ۲۰ ہزار روپیہ خرچ ہوگا۔ دق کے خلاف مزید احتیاط کے طور پر بی۔سی۔جی کے ٹیکے لگانے کی مہم

کو تقویت دینے کی تجویز کی گئی۔ یہ مہم دسمبر سنہ ۱۹۵۲ء میں شروع کی گئی تھی۔ سال زیر تبصرہ میں بی سی جی کی ۹ ٹیمیں کام کر رہی تھیں۔

آنکھ کا علاج

ریاست کے دو بڑے آنکھ کے اسپتالوں کو جو متواتر رقمیں دی جاتی ہیں اُن میں فی اسپتال ۱۵۰۰۰ روپیہ کا اضافہ کر دیا گیا۔ لکھنؤ، آگرہ اور الہ آباد میں آنکھوں کے علاج کے لئے مخصوص سہولتیں بہم پہنچائی گئیں۔ اس کے علاوہ دیہاتی رقبوں میں آنکھوں کے علاج کی منطقہ وار اسکیم پر بدستور عملدرآمد ہوتا رہا۔ اس اسکیم کے ماتحت ریاست کو چھ منطقوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور ہر منطقہ کو ایک ماہر علاج چشم کی نگرانی میں رکھ دیا گیا ہے۔ دیہاتی رقبوں میں وقتاً فوقتاً آنکھ کے علاج کے امدادی کیمپ بھی کھولے گئے۔ کثیر التعداد مریضوں نے ان کیمپوں سے فائدہ اُٹھایا۔ دیر طلب علاج والے مریضوں کو اسپتال منتقل کر دیا گیا۔

زچہ و بچہ کی صحت

"یونی کیف" (بچوں کا عالمی امدادی فنڈ) اور ادارۂ عالمی صحت کے تعاون سے حکومت نے زچہ و بچہ کی صحت کے انتظامات میں وسعت دینے کے لئے ایک اسکیم تیار کی۔ اس اسکیم کے ماتحت ۲۰ برس کے اندر دیہاتی رقبوں میں فلاح زچہ و بچہ کے ۲۰۰ مرکز کھولنے، ان کی نگرانی کے لئے ہیلتھ وزیٹر مقرر کرنے اور لکھنؤ میں بچوں کا ایک اسپتال کھولنے کی تجویز ہے۔ اس اسکیم کے مطابق زیر بحث سال میں ۷۶ مرکز کھولے گئے ہیں۔ ۷ اپریل کو ادارۂ عالمی صحت کا یوم منایا گیا اور زچہ و بچہ کی صحت کے کام کی طرف خاص توجہ ہوئی۔

کوڑھ کا علاج

اُتر پردیش میں کوڑھ کے علاج کے ۱۱۶ اسپتال ہیں جن میں ۳۰۰ پلنگوں کا انتظام ہے۔ ان کے علاوہ کوڑھ کے علاج کی ایک گشتی یونٹ بھی ہے جس نے سنہ ۵۴-۱۹۵۳ء میں ۳۰۰ دیہاتوں میں، جن میں سے زیادہ تر ضلع گورکھپور میں تھے، کوڑھیوں کا علاج کیا۔ زیر بحث سال میں حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ ضلع ٹہری گڑھوال میں آیورویدک دواخانوں کے ویدوں کی نصف تعداد کو کوڑھ کے ہر قسم کے علاج کی ایلوپیتھک ٹریننگ دی جائے۔ کوڑھ کے مریض زیادہ تر پہاڑی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ کوڑھ کے مختلف اسپتالوں کو جو مالی امداد ملتی تھی اس

میں حکومت نے اضافہ کر دیا اور انسداد کوڑھ کے سلسلہ میں حکومت ہند کے منصوبہ میں بھی حصہ لینے کا فیصلہ کیا۔ اس منصوبہ پر مالی سال رواں ۵۵-۱۹۵۴ء میں عملدرآمد ہوگا۔

فیملی پلاننگ

یو۔پی ریڈکراس سوسائٹی کی فیملی پلاننگ کمیٹی کو اترپردیش اور بیرون اترپردیش سے فیملی پلاننگ کے اصول اور طریقوں کے متعلق کثرت سے استفسارات موصول ہوئے۔ اس کمیٹی کے ماتحت ۷۹ فیملی کلینک کھلے ہوئے ہیں۔ ان کلینکوں نے لاگت کے داموں مانع حمل اشیاء فروخت کرنے کے علاوہ ۴۶۷۲ مردوں اور ۱۴۴۳ عورتوں کو ضبط تولید کے مختلف طریقوں کے بارے میں مشورہ دیا۔ کلینکوں نے ۳۲۵ آدمیوں کے آپریشن بھی کئے۔

لکھنؤ یونیورسٹی کے جے کے انسٹیٹیوٹ آف سوشیالوجی نے دیہات کے رہنے والوں کا رویہ معلوم کرنے کے لئے ایک فیملی پلاننگ منصوبہ شروع کیا۔ تحقیقات سے یہ پتہ چلا کہ دیہاتوں میں ۳۰ سے لے کر ۴۰ فی صدی اشخاص تک ضبط تولید کے مختلف طریقے جاننے کے خواہشمند ہیں۔ الموڑہ۔ میرٹھ، اٹاوہ، لکھنؤ، پرتاپ گڑھ اور گورکھپور کے اضلاع میں ۶۰۰ شادی شدہ اشخاص سے انٹرویو کرنے کے بعد یہ نتائج اخذ کئے گئے ہیں۔ ان ملاقاتوں سے یہ بھی پتہ چلا کہ عورتیں تین چار بچوں سے زیادہ کی خواہشمند نہیں ہوتیں اور اُن کی عمروں میں بھی اوسطاً ۳ سے لے کر ۵ برس تک کا تفاوت پسند کرتی ہیں۔ حکومت نے ادارہ کے کام سے اپنی پسندیدگی کے اظہار کے طور پر اسے ۷۰۰۰ روپیہ کی ایک مزید غیر متواتر رقم دی ہے۔

غذائیت کی جانچ

محکمۂ صحت کے نیوٹریشن سروے سیکشن نے بچوں کی جسمانی کمزوری اور اُن کی غذائیت کا درجہ معلوم کرنے کے لئے مختلف اسکولوں میں ۶۰۰۰ سے زیادہ طالب علموں کا معائنہ کیا۔ اس تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ ۳۷۸۱ بچوں میں وہ علامات ہیں جو غذائیت کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس تحقیقات سے یہ بھی پتہ چلا کہ ۶۹٫۳ فی صدی بچوں میں غذائیت کی دو ایک خامیاں ہیں۔ صرف ۳۱٫۷ فی صدی بچے

پورے طور سے صحت مند تھے ۔ ۲ر۳۴ فی صدی بچوں کی صحت بہت خراب تھی ۔

متفرقات

جن علاقوں میں ابھی تک کافی طبی سہولتیں میسر نہیں ہیں اُن میں ان سہولتوں کو وسعت دینے کے لئے ایک زبردست تحریک شروع کی گئی حکومت نے مناسب دیہاتوں میں کچھ ہومیوپیتھک معالج فراہم کرنے ایک اسکیم چلانے کا بھی فیصلہ کیا ۔ اس اسکیم کے ماتحت ان معالجوں کو مالی امداد دی جائے گی ۔ کماؤں کی پہاڑیوں میں دیسی اور ایلوپیتھک دوائیں بنانے کی ایک فیکٹری بھی قائم کی جا رہی ہے ۔ اناج میں ملاوٹ کو روکنے کے لئے کئی مہمیں چلائی گئیں

صحت عامہ کے نقطۂ نگاہ سے حکومت کے لئے یہ امر بہت اطمینان بخش تھا کہ الہ آباد کے تاریخی کمبھ میلہ میں، جس میں ملک کے ہر حصہ سے لاکھوں یاتریوں نے شرکت کی، وبائیں نہیں پھیلنے پائیں ۔ میلہ میں صحت کے وسیع اقدامات کئے گئے اور وہ بڑے کامیاب ثابت ہوئے ۔

صنعتی ترقی

زیر تبصرہ سال کا ایک اہم واقعہ ضلع مرزا پور میں وزیر اعظم شری جواہر لال نہرو کے
ہاتھوں ۵۰ میل لمبی ایک نئی ریلوے لائن کا افتتاح ہے۔ یہ لائن چرک کو جو ابھی تھوڑے دنوں پہلے
تک ایک گمنام دیہات تھا چنار سے ملاتی ہے۔ نئی ریلوے لائن سے نہ صرف ضلع مرزا پور کے پسماندہ
رقبے کی صنعتی ترقی کے مواقع پیدا ہو گئے ہیں بلکہ یو۔پی کی دو بہت ہی حوصلہ مند اسکیموں یعنی
چرک کی سرکاری سیمنٹ فیکٹری اور رہاند باندھ میں ایک اہم رابطہ قائم ہو گیا ہے۔ اگرچہ
رہاند باندھ کے مکمل ہونے میں ابھی چھ سال اور لگیں گے لیکن سیمنٹ فیکٹری تیار ہو چکی ہے
اور چند ہی ہفتوں بعد سیمنٹ تیار کرنا شروع کر دے گی۔

یہ فیکٹری تقریباً ساڑھے چار کرور روپئے کی لاگت سے تیار ہوئی ہے اور روزانہ
۷۰۰ ٹن سیمنٹ تیار کرے گی۔ فیکٹری اس انداز سے بنائی گئی ہے کہ اسمیں تھوڑا سا اور سرمایہ
لگانے کے بعد اس کی پیداواری قوت دگنی ہو سکتی ہے۔ اس فیکٹری کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ
سیمنٹ کی تیاری کا سارا عمل مشینوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ کھدان سے فیکٹری تک فولادی رسوں سے ۱۴۳۰
فٹ لمبا فضائی سلسلہ قائم کیا گیا ہے جس سے فیکٹری تک ۲۰۰ ٹن فی گھنٹہ سامان پہنچ سکتا ہے۔ کوئلے،
کھریا اور دوسرے سامان سے بھرے ہوئے ویگن جدید مشینوں کے ذریعہ خالی کئے جاتے ہیں۔
اس مشین کو ایک ویگن کا مال اتارنے میں ۵ منٹ سے زیادہ وقت نہیں لگتا ہے۔ فیکٹری کے
علاقے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ سامان لانے لیجانے کیلئے ایسا انتظام کر دیا گیا ہے کہ جسمانی
محنت کی کہیں بھی ضرورت نہیں پڑتی۔

اس فیکٹری میں جو پیچیدہ پلانٹ لگایا گیا ہے وہ نہ صرف ہندوستان بلکہ انگلستان میں بھی اپنی نوعیت کا پہلا پلانٹ ہے۔ یہ بند سرکٹ کے طریقے پر چلتا ہے جو کھلے سرکٹ کے طریقے کے مقابلے میں کہیں زیادہ کارگر ہے۔ اس سے بجلی کے خرچ میں تقریباً ۲۰ فیصدی کی بچت ہوتی ہے۔ اس پلانٹ میں چونا وغیرہ پھونکنے کی دو بھٹیاں اور ایک سوئنگ جا کر شر لگا ہے جو ۳۰ انچ مکعب ٹکڑوں کے ۲۰۰ ٹن چونے کو ۸ انچ مکعب کے ٹکڑوں میں تبدیل کر سکتا ہے۔ اس کی بوری بندی کی بھی مشینیں ایسی ہیں جو ایک گھنٹے میں ۱۰۰ ٹن سیمنٹ کی بوری بندی کر سکتی ہیں۔

فیکٹری کا بجلی گھر بھی اپنا ہے جس میں تین ٹربو الٹرنیٹر ہیں اور ہر ٹربو الٹرنیٹر ۲۴۰۰ کیلو واٹ بجلی بھی پیدا کر سکتا ہے۔

لکھنؤ کی پریسیشن انسٹرومنٹ فیکٹری میں جو یو۔پی کا ایک اور اہم سرکاری کارخانہ ہے ۱۰۶۴۶ پانی کے میٹر اور ۱۶۵ خورد بینیں مارچ ۱۹۵۶ء تک تیار کی گئیں۔

گھریلو صنعتیں گھریلو صنعت کی نظامت کے زیر اہتمام متعدد اسکیمیں تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مختلف دستکاریوں کی تربیت دینے کی چل رہی تھیں۔ لکھنؤ میں لڑکوں کو درزی گری کی تربیت دینے کے لئے ایک مرکز قائم کیا گیا اور اسی طرح کی دوسری اسکیمیں تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو روزگار مہیا کرنے کی غرض سے اکوپیشنل انسٹی ٹیوٹ لکھنؤ اور گورنمنٹ ٹکسٹائل انسٹی ٹیوٹ کانپور میں شروع کی گئیں۔ ان اسکیموں کے ماتحت تربیت مفت ہوتی ہے اور منتخب امیدواروں کو ۲۵ روپئے ماہوار وظیفہ دیا جاتا ہے۔ حکومت نے ہر کورٹ بٹلر ٹکنالوجیکل انسٹی ٹیوٹ کانپور میں کیمیکل انجینئرنگ کا ایک نیا نصاب شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ انسٹی ٹیوٹ کے معیار کو بلند کرنے کا سوال زیر غور ہے۔

گھریلو اور چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی ترقی کے لئے ریاستی حکومت کی اسکیموں

کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے حکومت ہند سے معتد بہ عطیات کے ملنے کی امید ہے۔ ان رقوم سے پہاڑی ضلعوں میں متعدد اسکیمیں شروع کرنے کی تجویز ہے۔ لکھنؤ میں پھلوں کو ڈبوں میں بند کرنے اور انھیں محفوظ کرنے کی تحقیقات کا ایک مرکز کام کر رہا ہے۔ رام گڑھ ضلع نینی تال میں ایک فروٹ پروسسنگ فیکٹری قائم ہو رہی ہے۔ اس فیکٹری سے متعلق ایک شمالی باغ جس میں پودگھر بھی ہوگا لگائے اور ایک زرعی فارم نیز مویشیوں کی افزائش نسل کا ایک مرکز قائم کرنے کی تجویز ہے۔

پہاڑی اون اسکیم کے ماتحت متعدد تربیتی اور پیداواری مرکزوں میں اونی سامان کی تیاری اور تربیت کا کام جاری رہا۔ اس اسکیم میں مزید توسیع و ترتیب کے لئے حکومت کے زیر غور بہت سی تجویزیں تھیں۔ ادویاتی جڑی بوٹیوں کی ترقی اور ترویج کے لئے رانی کھیت میں ایک مرکز قائم کرنے کی بھی تجویز تھی۔

بیلہ پرادری کی اسکیم کے ماتحت اجتماعی منصوبے کے علاقوں اور ضلع دہرہ دون کے بعض دیہاتوں میں ریشم کے کیڑے پالنے کا کام شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ گورنمنٹ قفل فیکٹری علی گڑھ نے پنسل بنانے کی ایک چھوٹی مشین ایجاد کی جس کی قیمت ۳۵۰ روپئے ہے۔ یہ مشین کافی تعداد میں لوگوں کے لئے منفعت بخش مشغلہ مہیا کر سکتی ہے اور پردیش میں پنسلوں کی پیداوار بہت کچھ بڑھ سکتی ہے۔ خوشبودار تیل اور عطر کی صنعت کو مدد دینے کی اسکیم برابر ترقی کرتی رہی۔ دریائے گومتی، گورکھپور کی ندیوں اور بلیا کے نالوں میں کثرت سے پائی جانے والی سیپیوں سے جو بیکار پڑی رہتی ہیں۔ قمیص کے بٹن تیار کرنے کی تربیت دینے کے لئے ضلع گورکھپور میں ایک تربیتی کلاس کھولا گیا۔

پائلٹ پروجکٹ

بعض مقامی گھریلو صنعتوں کے گوناگوں مسائل کو حل کرنے کے لئے اٹاوہ پائلٹ پروجکٹ کے طرز پر ایک پائلٹ پروجکٹ شروع کرنے کی تجویز تھی تاکہ منتخب صنعت کو تنظیم اور مطالعہ کر کے ایسے طریقے معلوم کئے جائیں جن

سے نہ صرف اس منتخب صنعت کی اصلاح ہو بلکہ دوسری گھریلو صنعتوں میں بھی جو اسی طرح کے مسائل سے دوچار ہوں ان طریقوں سے اصلاح کا کام لیا جا سکے۔ تخمینہ کیا گیا کہ اس پائلٹ پروجکٹ کے اخراجات تقریباً ۳½ لاکھ روپئے ہوں گے۔

کرگھا صنعت کرگھا صنعت کو جس میں سب سے زیادہ آدمی روزگار سے لگے ہوئے ہیں بچانے اور ترقی دینے کے لئے خاص اقدامات کئے گئے ہیں۔ کرگھا ترقی اسکیم کے ماتحت ۵۰ سے زیادہ دکانیں اور رنگائی گھر قائم کئے گئے۔ نئے پیداواری مرکز، رنگائی گھر، دکانیں اور استری فیکٹری قائم کرنے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔

کھادی اور دیہی صنعتیں کھادی اور دوسری صنعتوں کے مسائل اور کھادی ترقی اسکیم کے عمل درآمد پر حکومت کو مشورہ دینے کیلئے کھادی ترقی کمیٹی کی جگہ جو ۱۹۴۷ء میں قائم کی گئی تھی حکومت نے ایک کھادی و دیہی صنعتی بورڈ قائم کیا۔ نو ۹ اراکین پر مشتمل اس بورڈ کے چیرمین وزیر صنعت اور ممبر سکریٹری ڈائرکٹر گھریلو صنعت ہیں۔ یہ بورڈ ان اداروں اور جماعتوں کو جو کھادی کے کام میں لگی ہوئی ہیں مالی امداد دینے اور دوسری دیہی صنعتوں کی امداد کے بارے میں حکومت کو صلاح و مشورہ دے گا۔

یو۔پی ہینڈی کرافٹس گھریلو صنعتوں کی نظامت کا شعبۂ ہینڈی کرافٹس جس کے شوروم پردیش کے متعدد شہروں میں ہیں ہندوستان میں اور ہندوستان کے باہر گھریلو صنعتوں کی مصنوعات کو مقبول عام کرنے میں مصروف رہا۔ اس شعبہ نے مختلف مقامات پر بہت سی نمائشوں میں حصہ لیا۔ کل ہند دستکاری بورڈ نے جون میں گھریلو صنعتوں کی جو نمائش سری نگر میں کی تھی اس میں بھی دستکاریوں کے منتخب نمونے بھیجے گئے تھے۔ ہینڈی کرافٹس نے سوئٹزرلینڈ میں لوسان کے تجارتی میلے میں حصہ لینے کا بھی فیصلہ کیا۔

اعلیٰ چھاپ اسکیم کچھ اور صنعتوں میں بھی شروع کی گئی۔ اس اسکیم سے کارخانہ داروں

کی روز افزوں دلچسپی کا نتیجہ یہ ہوا کہ متعدد گھریلو صنعتوں میں زیادہ بہتر اور عمدہ مال تیار ہونے لگا۔
اپریل میں صرف آگرہ کی ۱۴ فرمیں اعلیٰ چمڑا چھاپ اسکیم سے فائدہ اٹھا رہی تھیں۔ علی گڑھ میں
اعلیٰ قفل چھاپ اسکیم کے ماتحت ہزاروں تالوں پر مارکہ لگایا گیا۔

کھال اور چمڑا

بخشی تالاب لکھنؤ کے کھال اُتارنے کے مرکز نے زیر نظر سال میں بھی مردہ جانوروں کی کھال کے کاروبار اور گاؤں کے دباغ کھال اُتارنے اور چمڑا بنانے کے جو طریقے استعمال کرتے ہیں اُن میں سدھار کے لئے عملی مظاہرے جاری رکھے۔ اس مرکز کو عملی مظاہروں کے لئے مزید سہولتیں دی گئیں اور ۱۹۵۳ء سے کھال اور چمڑے کا کاروبار کرنے والوں کو کھال اتارنے اور چمڑا بنانے کے ترقی یافتہ طریقوں کی تربیت دینے کا مستقل انتظام ہے۔ حکومت نے تربیت حاصل کرنے والوں کو ۵۴ روپئے ماہوار وظیفہ بھی دیا۔

کھال اتارنے اور مردہ جانوروں کو کام میں لانے کے ان چھ مرکزوں کے علاوہ جو بلیا، فیض آباد، مین پوری، جھانسی، سلیم پور اور الموڑہ کے اجتماعی منصوبہ بلاکوں میں قائم ہیں نو مرکز دوسرے اجتماعی منصوبوں میں قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ مرکز کسیا، بستی، مرزاپور، گورکھپور، اعظم گڑھ، سلطان پور، بدایوں، شاہجہاں پور، آگرہ اور ایٹہ کے بلاکوں میں قائم کئے جائیں گے۔

صنعتی عجائب گھر

حکومت نے لیبر کمشنر کی صدارت میں ایک کمیٹی مقرر کی تاکہ وہ پردیش میں ایک صنعتی عجائب گھر قائم کرنے کے امکانات معلوم کرے۔ کمیٹی کے سکریٹری، فیکٹریوں کے چیف انسپکٹر ہیں۔ یہ عجائب گھر کانپور میں قائم کیا جائے گا۔

مالیاتی کارپوریشن

مرکزی حکومت نے یو۔پی میں ۳ کرور روپئے کے منظور شدہ سرمائے سے ایک مالیاتی کارپوریشن قائم کرنے کی اجازت دی ہے جس کے ۱۰۰-۱۰۰ روپئے کے ۳ لاکھ حصص ہوں گے۔ یہ کارپوریشن کانپور میں قائم کیا جائے گا۔ اس کا خاص مقصد پردیش کی اوسط اور چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو مالیاتی امداد دینا ہوگا۔

مزدوروں کی فلاح وترقی

بیشتر ایک زرعی ریاست ہونے کے باوجود اتر پردیش میں مزدوروں کی کافی آبادی ہے اور یہ ملک کی صنعتی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ریاستی حکومت کی یہ مسلسل کوشش رہی ہے کہ مزدوروں کی حالت سدھرے اور آجروں سے ان کے تعلقات بہتر ہوں۔ پچھلے چند برسوں میں حکومت نے انسپکٹروں کا عملہ اس غرض سے بڑھایا ہے کہ دکانوں، کارخانوں اور تجارتی اداروں وغیرہ میں لیبر قوانین پر مناسب طور سے عملدرآمد ہو سکے۔ اس کے علاوہ صنعتی جھگڑوں کے ادارہ کے عمل درآمد اور کارخانوں میں پُرامن فضا برقرار رکھنے کے لئے ایک مصالحتی نظام بھی قائم کیا گیا ہے۔

صنعتی مزدوروں کی آمدنی میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔ زیر نظر سال میں کم سے کم اجرت کا قانون بیشتر پسماندہ صنعتوں اور ۱۴ ضلعوں میں ۵۰ ایکڑ اور اس سے زائد کے فارم، بجلی کے کارخانوں، ڈیکوم اور شکر فیکٹریوں اور کانپور کی سوتی اور اونی کپڑوں کی ملوں میں نافذ رہا۔ یہ بھی تجویز تھی کہ ان ۱۴ ضلعوں میں جو کم اجرت کے علاقے میں پڑتے ہیں، تمام زرعی مزدوروں کے لئے نیز باقی ضلعوں میں ۵۰ ایکڑ اور اس سے زیادہ کے فارموں میں کم سے کم اجرت کا قانون نافذ کیا جائے۔ حکومت ہند نے تحقیقات کے بعد کم اجرت کے علاقوں میں باندہ، ہمیرپور، جالون، بارہ بنکی، فیض آباد، اعظم گڑھ، جونپور، غازی پور، بلیا، پرتاپ گڑھ، سلطان پور اور رائے بریلی کے ضلعوں کو منتخب کیا۔ ان ۱۲ ضلعوں میں کم سے کم اجرتوں کے قانون کے عمل درآمد کا جائزہ لینے سے معلوم ہوا کہ ۱۹۵۳ء میں ۷۳ فارموں کے ۱۶۴۳۹۲ مزدوروں کو اس قانون کے ماتحت اجرتیں دی گئیں۔ بعض فارموں کے بارے

میں اس اطلاع کی تحقیقات کی گئی کہ ان میں عورتوں کو مردوں سے کم اجرت ملتی ہے۔ تحقیقات کے بعد اس امتیاز کو ختم کرنے کے لئے کارروائی کی گئی۔ بحیثیت مجموعی اس قانون کی کوئی بڑی خلاف ورزی نہیں ہوئی۔

مزدوروں کے مکانات

مزدوروں کی آسائش کے لئے سب سے اہم کام جو حکومت نے زیر نظر سال میں کیا وہ مزدوروں کے مکانوں کے پروگرام کی توسیع کا تھا۔ یہ پروگرام تیسری منزل میں پہنچ گیا۔ پہلی منزل میں ۴،۷۷۶ کوارٹر، ۱۴۱۴۴ کانپور میں اور ۵۶۰ لکھنؤ میں تعمیر ہوئے۔ دوسری منزل میں کانپور کے دو علاقوں میں پی۔ ڈبلیو۔ ڈی اور مقامی ڈولپمنٹ بورڈ کے ذریعہ ۳،۷۵۰ کوارٹر تعمیر کرنے کی تجویز تھی۔ اسّی فی صدی سے زیادہ کوارٹر مکمل ہو چکے ہیں اور امید ہے کہ آئندہ تین مہینے کے اندر یہ کوارٹر مزدوروں کو الاٹ کئے جا سکیں گے۔

تیسری منزل کا پروگرام حال ہی میں قطعی کیا گیا۔ اس کے مطابق صنعتی مزدوروں کیلئے مزید ۷،۴۰۰ کوارٹر ۵۵-۱۹۵۴ء کے مالی سال میں تعمیر کرنے کی تجویز ہے۔ اس نئے کوارٹروں میں سے ۳۴۰۰ کوارٹر کانپور میں، ۱۰۰۰ فیروزآباد میں، ۱۲۹۶ آگرہ میں، ۵۰۰ بنارس میں، ۱۰۰ مرزاپور میں، ۵۰۰ الہ آباد میں اور ۴۰۴ سہارنپور میں بنائے جائیں گے۔ ان کوارٹروں کی تعمیر پر پردیش کے سب سے بڑے صنعتی شہر کانپور میں جو اپنی تنگ وتاریک اور گندی بستیوں کے لئے مشہور ہے، مزدوروں کے ۹۳۶۶، لکھنؤ میں ۵۶۰، فیروزآباد میں ۱۰۰۰، آگرے میں ۱۲۹۲، بنارس میں ۵۰۰، مرزاپور میں ۱۰۰، الہ آباد میں ۵۰۰ اور سہارنپور میں ۴۰۴ کوارٹر مہیا ہو جائیں گے۔

ریاستی حکومت اس طرح کے مزید کوارٹر کانپور اور دوسرے صنعتی شہروں میں تقریباً دو کروڑ روپئے کی لاگت سے تعمیر کرنے کی تجویز رکھتی ہے۔ ان میں سے کم سے کم ۵۰۰۰ کوارٹر کانپور کے ان مزدور احاطوں اور بستیوں کی جگہ تعمیر کئے جائیں گے جو رفتہ رفتہ توڑی اور صاف کی جا رہی ہیں۔ امید ہے کہ تعمیرات کے اس سلسلہ میں مزید توسیع ہوگی اور تھوڑے ہی عرصہ میں یو۔پی کے بہت سے شہروں میں صنعتی مزدوروں کیلئے کوارٹر تعمیر ہو جائینگے۔
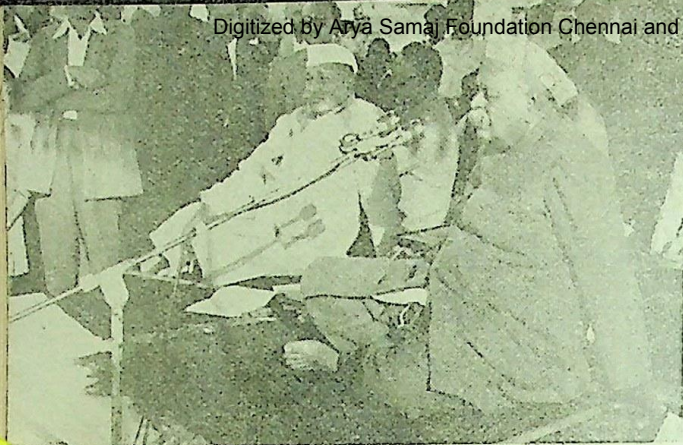
پنڈت پنت اُترپردیش میں بے گھروں کے ایک جلسہ میں تقریر کر رہے ہیں۔
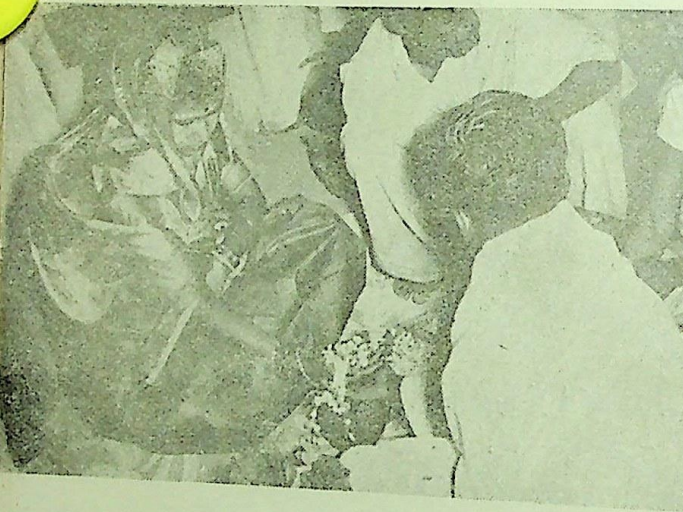
حکومت اُترپردیش نے بے گھروں کی بحالی کے سلسلہ میں مشرقی پاکستان سے آئے ہوئے ایک لڑکے اور لڑکی کی شادی کا انتظام کیا۔ (وسط) رسمِ شادی نیچے — جہیز جو حکومت نے شادی کے موقع پر لڑکی کو دیا تھا۔

تحقیقات کے

خلاف ورزی

ام جو حکومت

نوں کے پروگرام

۱۹۴ کانپور میں

ڈی اور مقامی

یادہ کوارٹر مکمل

یا سکیں گے.

دوروں کیلئے

دوں میں سے

زاپور میں، ۵۰۰

ں کے سب

ں

سے مزدورو

مرزاپور میں

یں تقریباً دو

۵۰ کوارٹر

توڑی اور

اور ہتھوڑے

ینگے۔
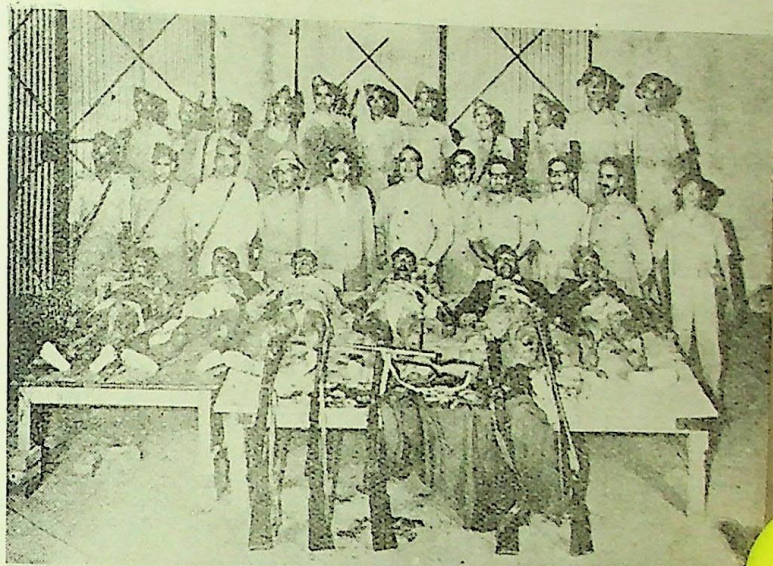
چرنا ڈاکو اور اُس کے ساتھیوں کی لاشیں - پیچھے پولیس کے
وہ افراد کھڑے ہیں جنہوں نے اس گروہ کے
خاتمہ میں حصہ لیا -

❀

لکھنؤ زنانہ مثالی جیل کے قیدیوں کو ایک تقریب
کے سلسلہ میں کھانا کھلایا جا رہا ہے -
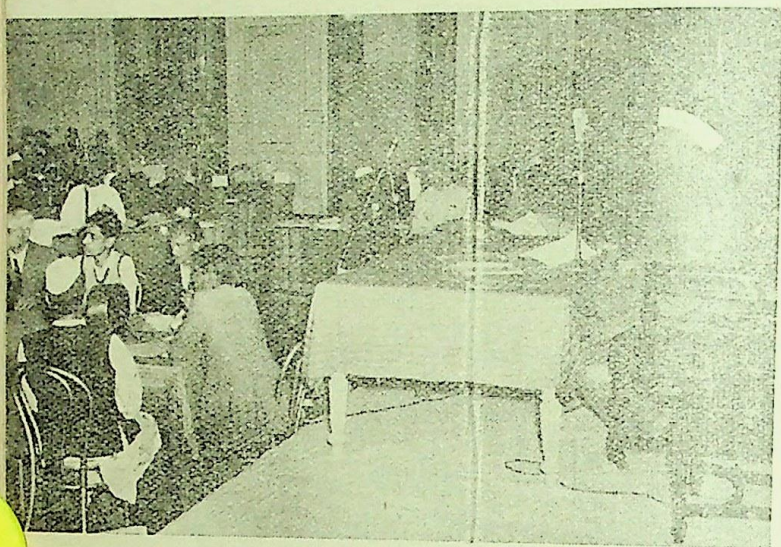
پنڈت گووند بلبھ پنت، دیوناگری اصلاح رسم الخط کانفرنس کی
اسٹیرنگ کمیٹی کو خطاب کر رہے ہیں -

وزیر اعلی، اتر پردیش
شرمدان کر رہے ہیں -

...یراعظم ، پنڈت
...واہرلال نہرو یو۔
...گورنمنٹ
...یمنٹ فیکٹری کا
...معائنہ کر رہے
...ہیں۔
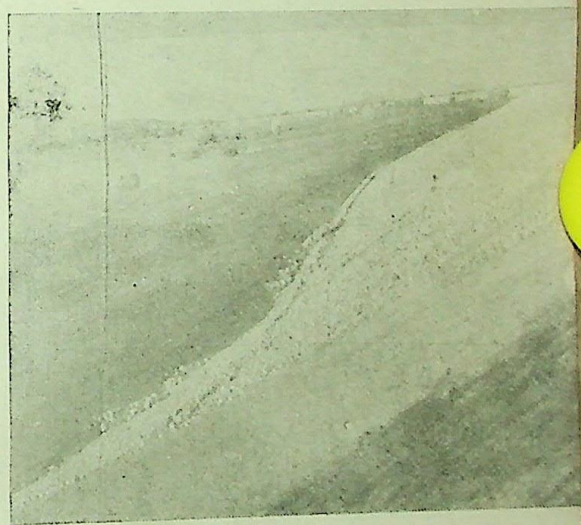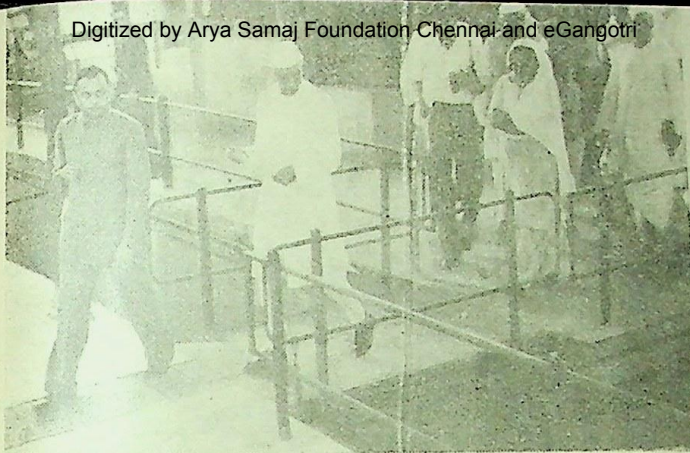
رنگواں باندھ کا
ایک منظر (یہ
باندھ اسی سال مکمل
ہوا ہے) ۔

(نیچے) کمبھ میلہ میں ایک عورت کے ٹیکہ لگایا جا رہا ہے۔

دوسرے اقدامات حکومت نے مزدوروں کے لئے اور جو فلاحی اقدامات کئے ان میں مزدور ریاستی بیمہ اسکیم تھی جو کان پور میں جاری رکھی گئی۔ اس کے مطابق مزدوروں کو طبی امداد، بیماری اور زچگی کے دوران میں اور کام کرتے ہوئے زخمی ہونے کی بنا پر معذوری کا الاؤنس ملتا ہے۔ اس اسکیم کے ماتحت صرف ۱۹۵۴ء کی پہلی سہ ماہی میں عارضی معذوری کے ۲۴۰۰ مطالبات موصول ہوئے جن میں سے ۲۱۰۰ مطالبات ادا کئے گئے۔ بیماری کے الاؤنس کے مطالبات کی تعداد ۲۲۴۰۰ سے زائد رہی تقریباً ۱۶۴۰۰ آدمیوں نے بیمہ شفاخانوں میں علاج کرایا۔

مزدور فلاحی مرکزوں میں سے ۳۵ مرکز مستقل، چار موسمی اور ۲ چائے کے باغات میں کام کرنے والے مزدوروں کے ہیں۔ ان مرکزوں کی ہر دل عزیزی میں اضافہ ہوا اور ان کی سرگرمیوں کے دائرے کو وسیع کرنے کی مانگ ہے۔ یہ مرکز مفت طبی امداد اور زچہ بچہ کی دیکھ بھال اور علاج وغیرہ کی سہولتیں مہیا کرتے ہیں، نیز کھیل کود اور تفریح کا انتظام کرتے ہیں۔ بعض مرکزوں میں سلائی کے بھی کلاس ہیں۔ زیر نظر سال میں ایک ایک مرکز کان پور کی دونوں نئی بستیوں میں قائم کئے گئے۔ عیش باغ لکھنؤ میں جو نیا گورنمنٹ پریس قائم ہوا ہے اس میں بھی ان ۳۰۰۰ آدمیوں کے لئے جو پریس میں کام کرتے ہیں، ایک مرکز قائم کرنے کی تجویز ہے۔

صنعتی جھگڑے محکمۂ محنت نے صنعتی جھگڑوں کے جو اعداد و شمار فراہم کئے ہیں ان کے مطابق پچھلے سال کے مقابلے میں ۱۹۵۳ء میں ہڑتالوں اور کامیاب ہڑتالوں کی تعداد میں بتدریج کمی ہوئی اور کام کے دن بھی کم ضائع ہوئے۔ البتہ ہڑتالوں میں حصہ لینے والوں کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوتا رہا۔

۱۹۵۲ء اور ۱۹۵۳ء کے تقابلی اعداد و شمار درج ذیل ہیں۔

۱۹۵۲ء — ہڑتالوں کی تعداد ۱۲۰، کامیاب ہڑتالیں ۲۷، کام کے دن جو ضائع ہوئے ۱۶۶۷۰۲، اور مزدوروں کی تعداد جنھوں نے ہڑتالوں میں حصہ لیا ۳۸۷۹۸۔

۱۹۵۳ء ـــ ہڑتالوں کی تعداد ۹۳، کامیاب ہڑتالیں ۱۹، کام کے دن جو ضائع ہوئے ۱۴۶۹۳۱ اور مزدوروں کی تعداد جنھوں نے ہڑتالوں میں حصہ لیا ۶۹۵۵۴۔

سوتی ملوں میں جدید مشینیں حکومت یو۔پی نے ریاستی سہ جماعتی (ٹکسٹائل) محنت کانفرنس کی یہ سفارش منظور کرلی ہے کہ کانپور کی سوتی ملوں میں جدید مشینیں لگانے کی اسکیم کی تفصیلات تیار کرنے اور اس کے عملدرآمد کی نگرانی کرنے کیلئے کانپور میں ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ متعلقہ جماعتوں کی منظوری سے حکومت نے اس کمیٹی کے لئے حسب ذیل کو نامزد کیا ـــ لیبر کمشنر یو۔پی (چیرمین)، شری پدم پت سنگھانیا، شری ایچ۔ ہل، شری منگتو رام جے پوریا، شری سوریہ پرشاد اوستھی، شری راجہ رام شاستری، اور شری گنگا سہائے چوبے۔

اس اسکیم کے عام اصول اس سہ جماعتی کانفرنس نے جو نینی تال میں یکم اور ۲ جون کو ہوئی تھی، مان لئے گئے۔ کمیٹی کو اسکیم کی تفصیلات مرتب کرنا اور ملوں میں اس کے باقاعدہ عمل درآمد کے تدبیر و وسائل معلوم کرنا ہیں۔

ہریجنوں کی فلاح وبہبود

اپنی اس پالیسی کے مطابق کہ ہریجنوں اور دوسرے پسماندہ طبقوں کی زیادہ سے زیادہ ترقی ہو. حکومت نے فیصلہ کیا کہ سرکاری ملازمتوں میں فہرست مندرجہ اقوام کے افراد کیلئے دس فیصدی کی بجائے ۱۸ فی صدی جگہیں ریزرو کردی جائیں. اس مسئلہ پر احکام جاری کرتے ہوئے حکومت نے تقرر کرنے والے افسروں کو یہ ذہن نشین کرایا کہ اس معاملہ میں وہ ذاتی دلچسپی دکھائیں اور سرکاری ملازمتوں میں فہرست مندرجہ اقوام کی مناسب نمائندگی کے لئے کوئی کوشش نہ اٹھا رکھیں. اس سے قبل یو.پی لیجسلیٹو اسمبلی میں ایک غیر سرکاری تجویز پیش کی گئی تھی. جس میں ریاستی حکومت کے اس فیصلہ کو، کہ فہرست مندرجہ اقوام کے افراد کے لئے سرکاری ملازمتوں میں ۱۰ کی جگہ ۱۸ فیصدی جگہیں ریزرو کردی گئی ہیں، بہ نظر استحسان دیکھا گیا تھا. اس تجویز کے بعد حکومت نے اپنے افسران کو یہ ہدایت بھیجی۔

سابق جرائم پیشہ خاندانوں کی ایک کافی تعداد کو کھیتی باڑی کے کام پر لگانے کا بھی ایک منصوبہ بنایا گیا تاکہ وہ اپنی خانہ بدوش زندگی اور سماج دشمن اثرات سے نجات پاجائیں اور ایمان داری کے ساتھ اپنی گذر بسر کے لئے روزی حاصل کرسکیں۔

حکومت نے میونسپلٹیوں کو مطلع کیا کہ اگر وہ بھنگیوں کے لئے رہائشی مکانات تعمیر کرنا شروع کریں تو حکومت اُن کی مالی امداد کرے گی. اس امداد کے لئے کئی میونسپلٹیوں کا انتخاب کیا گیا ہریجن سہائک محکمہ نے ہریجنوں اور دوسرے پسماندہ طالب علموں کو کافی تعداد میں وظائف

دئے۔ تعلیمی اداروں میں ہریجن طالب علموں کے داخلہ کی تعداد ۵ لاکھ سے زیادہ ہو گئی۔ ابتدائی درجوں سے یونیورسٹی تک ہریجنوں کی مفت تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ تمام اسکولوں اور کالجوں میں، دوسرے فرقوں کے چھ لڑکوں کے تناسب میں ایک ہریجن لڑکے کے لئے جگہیں ریزرو کردی گئیں۔ سکریٹریٹ کے نیز دوسرے امتحانات کے لئے فہرست مندرجہ اقوام کے طالب علموں کو ٹریننگ دینے کے واسطے جو کوچنگ کلاس کھولے گئے تھے۔ انھیں دوسرے پسماندہ طبقوں کے لڑکوں کے لئے بھی عام کر دیا گیا۔

حکومت کی پالیسی کے مطابق ہریجن طالب علموں کی فیس معاف کر دینے سے تعلیمی اداروں کو جو مالی نقصان پہنچ رہا تھا۔ حکومت اس کی بھی بدستور تلافی کرتی رہی۔ حکومت نے ایک لاکھ اکیاون ہزار کے خرچ پر فہرست مندرجہ اقوام کے امیدواروں کے لئے دو مزید حرفتی ٹریننگ اور پیداواری مرکز کھولنے کا فیصلہ کیا۔ ان میں سے ایک مرکز میدانی علاقہ میں کھلنا تھا اور دوسرا پہاڑی علاقہ میں۔ بخشی کا تالاب مرکز بدستور ہریجن سہایک محکمہ کی نگرانی میں کام کرتا رہا۔

خانماں بربادوں کا مسئلہ

اُتر پردیش میں خانماں بربادوں کی بحالی کا مسئلہ بہت بڑی حد تک حل ہو گیا ہے۔ سینکڑوں مکانات اور دوکانوں کی تعمیر ہو جانے سے تقسیم ملک کے بعد مغربی پاکستان سے آنیوالوں کی ایک بڑی اکثریت پھر اپنے پیروں پر کھڑی ہو چکی ہے۔ زیر تبصرہ سال میں مشرقی پاکستان کے خانماں بربادوں کے ۲۶۷ مزید خاندان ضلع نینی تال میں ردرپور کے آبادکاری علاقہ میں بسنے کے لئے آئے۔ ان خاندانوں کو ۱۵ نئی تعمیر شدہ نو آبادیوں اور دوسری جگہوں میں بسایا گیا اور اب انھیں ایک ایک کمرہ والے مکانات دئے جائیں گے جو ردرپور کے قریب ۲۴ نئے دیہاتوں میں تعمیر کئے جانے والے ہیں۔ ۴۰۰ روپئے زرعی آلات خریدنے کیلئے اور ۴۵۰ روپئے گذر بسر کے لئے دینے کے علاوہ ہر بحال شدہ خاندان کو آٹھ آٹھ ایکڑ زمین دئے جانے کی بھی تجویز تھی۔ ریاستی حکومت کی اس اسکیم میں اس بات کا لحاظ کیا گیا ہے کہ مشرقی بنگال کے ... اخانماں بربادوں کو آبادکاری کے علاقہ میں پھر سے بسا دیا جائے۔ سال ختم ہونے پر صرف چند خاندان آنا باقی رہ گئے تھے۔

سڑک کی پٹریوں پر بھیڑ نہ ہونے دینے اور بے گھر دوکانداروں کو کاروبار کی بہتر سہولتیں بہم پہنچانے کی غرض سے حکومت نے لکڑی کی جگہ پکی دوکانیں بنانے کا منصوبہ تیار کیا۔ حکومت نے ایک لکھنؤ میں اور دوسرا الہ آباد میں سامان تیار کرنے والے دو مرکز بھی کھولنے کا فیصلہ کیا تاکہ چنار ضلع مرزاپور کے رہائشی صنعتی ادارہ میں مشرقی بنگال کی جن ۔

بے گھر عورتوں کو حرفتی ٹریننگ دی گئی ہے؛ اُن کی بحالی ہو سکے۔ حکومتِ ہند کی وزارت بحالی نے دہرہ دون کے باپو حرفتی ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کو چلانے کے لئے ۳۱ مارچ ۱۹۵۴ء تک ۱۶۵۰ لاکھ سے زیادہ کا عطیہ دیا۔ بے گھر طالب علموں کی ایک کثیر مقدار کو تعلیم جاری رکھنے کے لئے مالی امداد بدستور جاری رہی۔

زرعی زمینوں اور باغات کے متعلق جن بے گھروں کے دعوے۔ بے گھروں کے (کلیمس ایکٹ) کے ماتحت تسلیم کر لئے گئے ہیں۔ انھیں حکومتِ ہند نے اُتر پردیش میں تخلیہ کنندگان کے وہ باغات اور مشترکہ باغات میں تخلیہ کنندگان کے وہ حصے الاٹ کر دیے۔ جن کا باغ بہار ہر سال نیلام ہوتا تھا۔ الاٹ منٹ کی اسکیم پر سب سے پہلے یو۔پی کے بعض منتخب اضلاع بالخصوص میرٹھ، سہارن پور، دہرہ دون، مظفر نگر، بلند شہر، بجنور اور مراد آباد میں عملدر آمد شروع کیا گیا۔

حکومت نے غیر پنجابی بے گھروں کو اُنکے مصدقہ زمین کے دعوؤں کے بدلہ میں تخلیہ کنندگان کی زرعی زمین الاٹ کرنے کے لئے ۱۲ مئی ۱۹۵۴ء تک درخواستیں طلب کیں۔ حکومتِ ہند کی ہدایت پر حکومت اتر پردیش نے ان بے گھر لوگوں کے، جن کے کلیمس ایکٹ ۱۹۵۰ء کے ماتحت کوئی مصدقہ دعوے نہیں ہیں (۱) ۳۰۰ روپئے یا اُس سے کم کے اُن قرضوں کی وصولیابی نہ کرنے کا جو شہری قرضے اسکیم کے ماتحت کاروبار، تجارت اور صنعت کے لئے دئے گئے ہیں اور (۲) ان تمام قرضوں کی وصولیابی نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو تعلیم کے لئے (علاوہ غیر ممالک میں تعلیم حاصل کرنے کے) دئے گئے ہیں۔

اسمیں قرض کی اصل رقم اور ۳۱ مارچ ۱۹۵۴ء تک اس پر جتنا سود ہوا ہے۔ وہ سب شامل ہے۔

مجرموں کی اصلاح

ریاستی حکومت نے پہلا جرم کرنے والے کم عمر مجرموں کی اصلاح اور انھیں جیل کی سزا کی بدنامی سے بچانے کی طرف کافی توجہ کی۔ "پروبیشن سسٹم" کے ماتحت جو ۱۶ ضلعوں میں نافذ تھا اس بات کی کوشش کی گئی کہ ۲۵ برس سے کم عمر کے پہلا جرم کرنے والوں کو سزا کی جگہ ایک موثر اور کارآمد بدل دیا جاسکے۔ ۱۹۵۳ء کے دوران میں ۸۱۵ آدمیوں کو جنھوں نے پہلا جرم کیا تھا، پروبیشن افسران کی نگرانی میں رہا کردیا گیا۔ سال کے شروع میں ۹۴۶ "فرسٹ آفنڈرس" (پہلا جرم کرنے والے) ان افسروں کے مشاہدہ اور مناسب نگرانی میں دیدئے گئے۔ ان میں سے ۶۳۱ فرسٹ آفنڈرس نے اپنے "پروبیشن" کی مدت ختم کرلی اور وہ سماج میں گھل مل گئے۔ "پروبیشن" کا طریقہ بہت کامیاب ثابت ہوا اور مجرموں کو ملازمت حاصل کرنے میں کبھی کوئی دقت نہیں ہوئی۔ سال کے آخر میں کل ۹۷۱ فرسٹ آفنڈرس تھے جن میں ۸۹۰ کو ملازمت مل گئی تھی اور ۸۱ کو نہیں ملی تھی۔

گھر جانے کی چھٹی

حکومت کی اس پالیسی کے مطابق کہ قیدیوں کو سماج میں پھر شامل ہوجانے کی سہولتیں مل سکیں، سمپورنانند کیمپ ضلع بنارس میں کام کرنے والے قیدیوں کے لئے گھر جانے کی چھٹی کا ایک خاص منصوبہ بنایا گیا جس کے ماتحت قیدیوں کو اپنے خاندان والوں سے ملنے اور اپنے بیمار عزیزوں کی خدمت کرنیکی اجازت دیدی گئی۔ یہ بھی خیال کیا گیا کہ اس منصوبہ کی بدولت قیدیوں کے لئے یہ ممکن ہوسکیگا

کہ وہ رہائی کے بعد اپنی ملازمت کے حصول کے سلسلہ میں اپنے مستقبل کے مالکوں سے مل سکیں گے۔
جیل اصلاحات کے ماہروں نے اس منصوبہ کو، جس کے عملدرآمد میں دوسری ریاستی حکومتوں کے محکمۂ جات جیل بھی بڑی دلچسپی لے رہے ہیں، بہت سراہا۔

تعمیری کام

مفاد عامہ کے تعمیری کاموں پر قیدیوں سے کام لینے کا تجربہ بہت کامیاب ثابت ہوا اور نوگڑھ باندھ کی تعمیر کے سلسلے میں بھی اس تجربہ پر عمل کیا گیا۔
اس باندھ پر دو ہزار سے زیادہ قیدی کام پر لگائے گئے۔ مردوں کے مثالی جیل کے طرز پر لکھنؤ میں عورتوں کا ایک مثالی جیل کھولا گیا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ عورت قیدیوں کو مختلف حرفتوں کی ٹرینگ دی جائے۔ پنچایت کا طریقہ جو سنٹرل قیدخانوں میں رائج تھا، دس فرسٹ کلاس جیلوں میں بھی رائج کر دیا گیا۔

نظم ونسق کی اصلاح

تادیبی کارروائی تحقیقاتی کمیٹی نے، جو اس غرض سے مقرر کی گئی تھی کہ سرکاری ملازمین کے خلاف تادیبی کارروائیوں کے قواعد نیز اس سے متعلق دوسرے قواعد پر نظر ثانی کرے، کئی اہم سفارشیں کی ہیں۔ کمیٹی کی رپورٹ کا پہلا حصہ حکومت کو نومبر ۱۹۵۲ء میں ملا یہ زیادہ تر اس امر سے تعلق رکھتا تھا کہ تادیبی کارروائیوں کا ضابطہ عمل کچھ سادہ کر دیا جائے حکومت نے اس سلسلہ میں کمیٹی کی تمام سفارشیں مان لیں۔

کمیٹی کی رپورٹ کے دوسرے حصہ پر حکومت کی قرارداد مئی ۱۹۵۴ء میں شایع ہو چکی ہے۔ یہ دوسرا حصہ سرکاری ملازمین کی لیاقت اور دیانت داری کے مسائل سے تعلق رکھتا تھا۔ اس سلسلہ میں بھی حکومت نے اپنی قرارداد میں کمیٹی کی عام سفارشات سے اتفاق ظاہر کیا ہے۔

استیصال رشوت ستانی کمیٹی نے رشوت ستانی کے استیصال کے سلسلہ میں جو خاص سفارش کی ہے وہ یہ ہے کہ "ہم اپنے کردار و مقاصد میں اعتماد پیدا کریں اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے قومی کردار کی اثباتی طاقت کو بروئے کار لائیں اور اسے اثباتی طریقوں سے برقرار رکھیں"، حکومت نے کمیٹی کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے ہدایت کی کہ اس پر عمل کرنے کے مسئلہ کی جانچ کی جائے حکومت نے کمیٹی کی اس رائے سے بھی اتفاق ظاہر کیا کہ تادیبی کارروائیوں میں مناسب سزا

دی جائے اور خصوصاً رشوت ستانی کے معاملہ میں ایسی سزا دی جائے کہ وہ دوسروں کے لئے عبرتناک ثابت ہو۔

غیر سرکاری تعاون

نظم و نسق کے مختلف حلقوں میں غیر سرکاری لوگوں کے تعاون کے مسئلہ پر حکومت نے یہ سفارش کی کہ سرکاری ملازمین اور غیر سرکاری کارکنوں میں ایک صحت مند تعاون کا جذبہ کام کرنا چاہئے۔ حکومت نے اس سفارش نیز کمیٹی کی اس توقع سے اتفاق کیا کہ پبلک لیڈران اپنے اثرات سے کام لیتے ہوئے یہ کوشش کریں گے کہ نظم و نسق کے آئے دن کے معاملات میں مداخلت نہ کی جائے۔ حکومت نے کمیٹی کی اس سفارش سے بھی اتفاق کیا کہ بدنام سرکاری ملازمین کی گرفت کے لئے جال بچھائے جائیں لیکن اس سلسلہ میں حکومت نے یہ رائے ظاہر کی کہ جہانتک ہو اس مقصد کے لئے سینیر اور تجربہ کار مجسٹریٹوں سے کام لیا جائے۔

[illegible]ٹی [illegible] سفارش کی کہ جو لوگ سرکاری ملازمین کے خلاف بے بنیاد الزام لگاتے یا بغض و کینہ کی بنا پر شکایتیں کرتے ہیں ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنا چاہئے تاکہ یہ حرکتیں بند ہوں۔ حکومت نے اس کو مان لیا۔

سرکاری ملازمین کے چال چلن کے قواعد

سرکاری ملازمین کے چال چلن کے قواعد کے سلسلہ میں حکومت نے کمیٹی کی یہ سفارش مان لی ہے کہ اس پر نظر ثانی کی جائے۔ سرکاری قرارداد میں کہا گیا ہے کہ "سرکاری ملازمین کے جائداد خریدنے کے سلسلہ میں موجودہ قانون کو درسخت بنایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ وہ جہاں جہاں روپیہ لگائیں اس کے بارے میں ہر پانچویں سال اپنا اعلان نامہ داخل کریں تاکہ اس کے مطابق ان کے کیرکٹر رول میں مناسب اندراجات کئے جاسکیں"۔

لیاقت و مستعدی

ان باتوں کا ذکر کرتے ہوئے جن سے لیاقت و مستعدی

بڑھتی ہے کمیٹی نے یہ سفارش کی کہ موجودہ قواعد و ضوابط پر نظر ثانی کی جائے تاکہ ہر محکمہ میں مستعدی سے کام کرنے کا ایک نظام بن جائے۔ یہ بھی سفارش کی گئی کہ ایک خود مختار ایجنسی لیاقت و مستعدی کا معائنہ کیا کرے اور صدر مقام پر ایک "میتھڈس یونٹ" طریقہ کار قائم کیا جائے۔ حکومت نے ان تمام سفارشوں پر اتفاق رائے ظاہر کیا ہے۔

بھرتی کے طریقے

بھرتی کے مسئلہ پر حکومت نے کمیٹی کی یہ سفارش مان لی کہ موجودہ بھرتی کے قواعد پر نظر ثانی کی جائے اور دیکھا جائے کہ نئے حالات کے مطابق ان میں کیا تبدیلیاں کی جا سکتی ہیں۔ اس سلسلہ میں اس امر پر خاص طور سے غور کرنا ہے کہ کیا یونیورسٹی کی ڈگری کو مختلف شعبوں کی بھرتی کے لئے کم سے کم لیاقت قرار دینا ضروری ہے۔ حکومت نے کمیٹی کی اس رائے سے بھی اتفاق کیا کہ تمام کلرکوں کو ان قواعد وضوابط پر اچھی طرح عبور ہونا چاہئے جن سے ان کا واسطہ رہتا ہے۔ حکومت نے کمیٹی کی یہ رائے بھی مان لی کہ سرکاری ملازمین کو ملازمت کے ساتھ ساتھ مزید تعلیم کے لئے کسی درجہ میں باضابطہ شریک ہونے کی اجازت نہیں دینا چاہئے۔

دوروں میں گھوڑوں کا استعمال

کمیٹی کے خیال میں نظم و نسق میں کچھ ڈھیلاپن اس لئے بھی ہے کہ افسران موٹروں سے دورے کرتے ہیں۔ کمیٹی نے یہ رائے دی کہ گھوڑوں کے استعمال کو پھر سے رائج کرنا چاہئے۔ حکومت نے اس سلسلہ میں کمیٹی سے عام طور پر اتفاق کیا۔

اچھے کام کا اعتراف

کمیٹی نے کہا کہ گو ہر سرکاری ملازم سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے فرائض منصبی کے انجام دینے میں اچھا کام کرے گا پھر بھی غیر معمولی کام کی قدر ترقی کے موقع کے علاوہ بھی کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس نے یہ بھی سفارش کی کہ ایسے کاموں کی قدردانی میں علامتی اعتراف کیا جائے۔

حکومت نے اس تجویز کو اصولی حیثیت سے مان لیا ہے۔

ہندی کی ترویج

زیر تبصرہ سال کا ایک اہم واقعہ بھارت کی مختلف ریاستوں کے وزرائے اعظم کی کانفرنس کا انعقاد تھا۔ یہ کانفرنس اتر پردیش کے وزیر اعظم نے طلب کی تھی اور اس کا مقصد یہ تھا کہ ایک اصلاح شدہ دیوناگری رسم الخط تیار کیا جائے۔ یہ کانفرنس لکھنؤ میں منعقد ہوئی اور اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ تھوڑی سی تبدیلیوں کے علاوہ، موجودہ دیوناگری حروف باقی رکھے جائیں۔ کانفرنس نے یہ بھی طے کیا کہ "شروریکھا" بدستور قائم رکھی جائے، "ہرسو" کی ماترا کے علاوہ باقی ماترائیں بجنسہٖ قائم رکھی جائیں، ہرسو، کی ماترا بائیں کی جگہ داہنی طرف رکھی جائے، مرکب حروف دو طرح سے بنائے جائیں یعنی جہاں ممکن ہو آخر کی "پائی" ہٹا کر یا جو حروف ملائے جارہے ہوں اُن میں سے پہلے حرف کے نیچے "ہلنت" لگا کر۔ اگر ' क ' فہ اور ' ह्न ' سے مرکب حرف بنانا ہو تو اِن کے نیچے "ہلنت" لگا دیا جائے جیسا کہ اس وقت ہوتا ہے۔

اس کانفرنس کے فیصلے حکومت ہند کو، ریاستی حکومتوں کو اور دوسرے ہندی ڈیلی گیٹوں کو اس درخواست کے ساتھ بھیجدئے گئے کہ ان کی تائید میں رائے عامہ کو ہموار کرنے کے اقدامات کئے جائیں۔ سال ختم ہونے تک تین ریاستوں، راجستھان، بھوپال اور منی پور نے اس کانفرنس کی سفارشات منظور کرلی تھیں اور متعدد دوسری ریاستیں اُن پر غور کر رہی تھیں۔ جہاں تک حکومت اتر پردیش کا تعلق ہے اس نے حسب ذیل

اقدامات کا فیصلہ کیا:۔

(۱) کانفرنس کی منظور کردہ تبدیلیاں تمام سرکاری دفتروں اور سرکاری مطبوعات میں رائج ہوں۔

(۲) حکومت کی مطبوعہ کتب یا منظور کردہ کتب درسی میں تبدیل شدہ رسم الخط رائج کیا جائے

(۳) ناشرین اور اخبارات سے درخواست کی گئی کہ وہ اپنے مطبوعات میں یہ تبدیلیاں رائج کردیں۔

(۴) چھاپے خانوں، ٹائپ فاؤنڈریوں، ٹائپ رائٹر بنانے والے کارخانوں اور دوسروں کو مشورہ دیا گیا کہ وہ کانفرنس کے فیصلہ کے مطابق اپنی مشینوں اور ٹائپوں میں ضروری تبدیلیاں کردیں۔

ہندی سرکاری دفتروں میں

حکومت کے اس فیصلہ پر کہ تمام سرکاری ملازم جو ہندی نہیں جانتے اُسے سیکھیں، سرکاری کام اور خط و کتابت ہندی میں کی جائے اور سرکاری دفتروں میں تمام سائن بورڈ، نوٹس وغیرہ ہندی میں ہوں، عمل کیا گیا۔ جو سرکاری ملازم ہندی نہیں جانتے تھے، انھوں نے اپنی استعداد میں اضافہ کیا۔ ۱۹۴۸ء میں ایسے ملازموں کی تعداد ۳۵ فیصدی تھی۔ ۱۹۴۹ء میں یہ تعداد ۱۸-۱۹ فیصدی رہ گئی۔ ۱۹۵۰-۵۱ء میں یہ تعداد ۲ فیصدی سے بھی کم رہ گئی تھی۔ اکتوبر ۱۹۵۲ء میں حکومت نے تمام محکموں کے افسران اعلیٰ اور سکریٹریٹ کے تمام محکموں کے نام ایک حکم جاری کیا کہ جو سرکاری ملازم ابھی تک ہندی سے واقف نہیں ہوئے ہیں انھیں ایک سال کا وقت اور دیا جاتا ہے۔ ۱۹۵۱ء سے اس ضمن میں جو ترقی ہوئی ہے اُس کے متعلق معلومات فراہم کئے جارہے ہیں لیکن امید ہے کہ اُن دو فیصدی ملازمین نے بھی جو ۱۹۵۱ء میں ہندی سے ناواقف تھے زیر تبصرہ سال میں اُسے سیکھ لیا ہوگا۔ ریاستی پبلک سروس کمیشن کی طرف سے جو امتحانات ہوتے ہیں اُن میں اور دوسری

سرکاری ملازمتوں میں ہندی ایک لازمی مضمون قرار دی گئی۔ ریاستی لجسلیٹو اسمبلی میں ہندی ہی میں کام ہو رہا ہے۔ ضروری نوٹی فیکیشن کے بعد ضابطۂ دیوانی کی دفعہ ۱۳۷ اور ضابطۂ فوجداری کی دفعہ ۵۵۸ کے ماتحت سول کورٹوں کی زبان بھی ہندی قرار دیدی گئی۔ چنانچہ عدالتوں میں عام طور سے ہندی میں کام ہونے لگا۔ درخواستیں ہندی میں منظور ہونے لگیں اور نوٹس اور سمن بھی اسی زبان میں شائع ہوتے ہیں۔ فیصلے البتہ ابھی تک انگریزی میں لکھے جاتے ہیں۔ پولیس تھانوں میں ہندی میں رپورٹیں درج کی جاتی ہیں۔ ریاستی حکومت کے متعدد محکمے ہندی ہی میں کام کر رہے ہیں۔

ہندی کی ترویج کیلئے آگرہ میں زیر تبصرہ سال میں ہندی تعلیم کا ایک ادارہ قائم کیا گیا۔

ہندی لٹریچر فنڈ کی مشاورتی کمیٹی کی سفارش پر ریاستی حکومت نے اقتصادیات اور مختصر افسانوں کی اُن ہندی کتابوں کے مصنفین کو جو ۱۹۵۲-۵۳ء میں موصول ہوئیں اور اُن کتابوں پر جو ۳۱ مارچ ۱۹۵۴ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران میں دوسری قسط کے طور پر موصول ہوئیں ۱۷۰۰ روپئے کے مجموعی انعامات دئے۔ انعامات کی کل رقم ۶۵۰۰ روپئے ہوتی ہے۔ ادیبوں اور مصنفوں کو ہندی میں اچھی کتابیں لکھنے کے لئے ہمت افزائی کے طور پر حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ ڈگری کلاسوں میں کتب درسی کی حیثیت سے پڑھانے کیلئے ۲۵ بہترین کتابوں پر فی کتاب ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

۱۹۵۴-۵۵ء میں بھی حکومت نے ہندوستان کی تمام ریاستوں کے مصنفین کو فنون لطیفہ، سائنس اور ادب میں اپنی ہندی تصنیفات بھیجنے کی دعوت دی تاکہ ہندی لٹریچر فنڈ سے ان کتابوں پر انعام دئے جانیکے مسئلہ پر غور کیا جا سکے۔ انعام کیلئے صرف وہی کتابیں مانگی گئی تھیں جو جنوری ۱۹۵۳ء کے بعد طبع ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر سمپورنانند، وزیر اعلیٰ کی کتاب "پرتھوی سے سپت رشی منڈل" کو ہندی کے سائنسی افسانے کی کتابوں میں رہنما کا درجہ دیا گیا تھا اور انھیں ایک ہزار روپیہ کا انعام ملا تھا۔ مگر ڈاکٹر سمپورنانند نے یہ انعام واپس کر دیا اور یہ خواہش کی کہ اس رقم کے سود سے ایک سونے کا تمغہ ہر تیسرے سال ہندی کے بہترین سائنسی افسانہ کے مصنف کو دیا جایا کرے۔ چنانچہ ہندی ادیبوں اور مصنفوں سے سائنسی افسانے منگوائے گئے ہیں۔

لوکل سلف گورنمنٹ

زیر تبصرہ سال میں میونسپل بورڈ اور نوٹی فائڈ ٹاؤن ایریا کمیٹیوں کے انتخابات پُر امن طریقوں سے ہوئے۔ "کابال" شہروں (کانپور۔ الہ آباد۔ بنارس۔ آگرہ لکھنؤ) میں، جہاں کارپوریشن قائم کرنے کی تجویز ہے اور علی گڑھ اور فیروز آباد میں، جہاں کے بورڈ معطل ہیں، انتخابات نہیں ہوئے۔ کارپوریشنوں کے قیام کے فیصلہ تک ایک آرڈیننس کے ذریعہ "کابال" شہروں کا انتظام ایڈمنسٹریٹروں کے سپرد کر دیا گیا۔ یہ آرڈیننس عوام کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے نکالا گیا تھا۔ ان جذبات کا اظہار اس طرح کیا گیا تھا کہ کئی میونسپل بورڈوں اور امپروومنٹ ٹرسٹوں کے (کانپور میں ڈویلپمنٹ بورڈ) ممبران اور صدر نے اس خیال سے از خود استعفیٰ دے دیا کہ حکومت کارپوریشنوں کے قیام کے سلسلہ میں درمیانی انتظامات کر سکے۔

گاؤں پنچایتوں کے ممبروں، گاؤں سبھاؤں کے صدر اور نائب صدر اور پنچایتی عدالتوں کے پنچ اور سرپنچوں کے عہدوں کی مدت میں ایک سال کا اضافہ کر دیا گیا۔

واٹر ورکس لوکل سلف گورنمنٹ کے انجینیرنگ ڈپارٹمنٹ نے پانی کی فراہمی کے کئی منصوبوں پر عملدرآمد شروع کیا۔ ۱۷ نئے واٹر ورکس پر کام شروع ہو گیا تھا اور رام نگر اور رام پور کے واٹر ورکس کی از سر نو اصلاح کی جا رہی تھی۔ اُمید تھی کہ ۱۹۵۷-۸۵ء تک، جب کہ ریاست میں واٹر ورکس کی تعداد ۵۹

تک پہونچ جائے گی، تمام واٹر ورکس کام کرنے لگیں گے۔ اس کے مقابلہ میں غیر ملکی حکومت کے ۱۵۰ سال میں صرف ۲۶ واٹر ورکس تیار ہوئے تھے۔

حکومت نے تمام لوکل باڈیز کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے یہاں محلّوں میں غیر سرکاری کمیٹیوں کی تشکیل کی ہمت افزائی کرے تاکہ کمیٹیاں اپنے اپنے شہروں کو صاف اور گندگی سے پاک رکھنے کی کوشش کرتی رہیں۔ حکومت نے لوکل باڈیز کو یہ مشورہ بھی دیا کہ وہ شہری حلقوں کو بندروں کی آفت سے محفوظ رکھنے کے انتظامات کریں۔ پہاڑی اضلاع کے بورڈوں کی نازک مالی صورت کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے اُن کو ۵ لاکھ روپیہ کی ایک غیر متواتر رقم عطیہ کے طور پر دی۔

نظام خاتمہ زمینداری کے بعد ۱۳۶۱ فصلی کی قسط ربیع کے مقامی محصول اور ابواب کی آمدنی ختم ہو جانے سے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو جو مالی نقصان پہنچا اُس کے معاوضہ کے طور پر مالی سال رواں ۵۵-۱۹۵۴ء میں حکومت نے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو ۶۵ لاکھ روپیہ دیا۔

سال کے شروع میں حکومت کو لوکل باڈیز سے یہ کہنا پڑا کہ جون ۱۹۵۴ء کے بعد وہ اپنے اونچے درجہ والے تعلیمی اداروں کے لئے مالی بندوبست نہ کریں اور جو روپیہ اس طرح بچے اُسے دوسرے کاموں مثلاً ابتدائی اسکولوں پر صرف کریں۔ بعد میں یہ اطلاعات موصول ہونے پر کہ حکومت کی تجویز کے مطابق کسی بھی متعلقہ مقامی ادارہ کے پاس ہائر تعلیمی اداروں کو چلانے کے لئے آمدنی کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے حکومت کو تعلیم کے مفاد میں ساری صورت حال پر نظر ثانی کرنا پڑی۔ اگرچہ حکومت کا اب بھی یہی خیال ہے کہ مقامی اداروں کے لئے اس کا کوئی جواز نہیں ہے کہ وہ اعلیٰ تعلیم پر روپیہ صرف کریں بالخصوص اس حالت میں کہ وہ کئی معاملات میں اپنے ابتدائی فرائض بھی بخوبی انجام نہیں دے پاتے، پھر بھی حکومت نے انھیں

ان تعلیمی اداروں کو چلانے اور ان کو مالی امداد دینے کی اجازت دیدی۔ حکومت نے یہ ہدایت ضرور کردی ہے کہ لوکل باڈیز نے ۵۳-۱۹۵۲ء میں ان اداروں پر جتنا صرف کیا ہے اس سے زیادہ نہ صرف کریں۔ لوکل باڈیز کو اس امر کی بھی اجازت دیدی گئی کہ جن تعلیمی اداروں کو وہ عطیے دے رہے ہیں ان کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ٹاؤن پلاننگ ٹاؤن اور گاؤں پلاننگ محکمہ نے مکانات، دوکانیں اور بازار وغیرہ تعمیر کرنے کی کئی اسکیمیں بنائیں۔ اس سلسلہ میں کئی نقشے بھی تیار کئے گئے۔ محکمہ کی طرف سے جو اسکیمیں بنائی جاتی ہیں ان کے ماہانہ اوسط میں اضافہ ہوتا رہا۔ ۱۹۴۹ء میں فی ماہ ۱۶۵ اسکیموں سے زیادہ نہیں بن سکیں۔ ۱۹۵۳ء میں یہ اوسط ۳۲۶۶ تھا۔

کمبھ کا حادثہ باوجود وسیع انتظامات کے پریاگ کمبھ میلہ میں ایک زبردست حادثہ ہو گیا جس کی وجہ سے بہت سی جانیں تلف ہو گئیں۔ حکومت نے حادثہ کی تحقیقات نیز ایسی تجویزیں پیش کرنے کے لئے کہ ایسے حادثوں کا اعادہ نہ ہو فوراً ایک کمیٹی کا تقرر کیا۔ جب سال ختم ہوا ہے تو کمیٹی کا کام جاری تھا۔

سڑکیں اور روڈویز

محکمہ تعمیرات عامہ کا ایک خاص سروے ڈویزن اس غرض سے قائم کیا گیا ہے کہ ۲ کروڑ ۵۰ لاکھ روپئے کی لاگت سے پہاڑی سڑکوں کی ترقی کے سلسلے میں اس علاقے کا سروے کیا جائے۔

یہ اسکیم دوسرے پنج سالہ منصوبے کا جز ہے لیکن یہ پہلے منصوبے کے دوران ہی میں شروع کی جا رہی ہے اور اُمید ہے کہ ۵۶ء کے ختم ہونے سے پہلے ہی سڑکوں کے تخمینے تیار کر لئے جائیں گے اور تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

حکومت یو۔پی کا سڑکوں کی تعمیر کا پروگرام تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ صوبائی شارع عام کو سمنٹ کنکریٹ کی سڑکوں میں تبدیل کرنے کا مقررہ پروگرام مکمل ہو گیا ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ کام ہو چکا ہے اور موجودہ رفتار سے پتہ چلتا ہے کہ دوسری اسکیموں کے سلسلے میں بھی مجوزہ پروگرام سے زیادہ کام ہو سکے گا۔

دوسرے پنج سالہ منصوبے میں ۱۱۸۴ میل نئی پکی سڑکوں کا پروگرام معین کیا گیا ہے جس میں سے ۱۱۲۸ میل سڑکیں اب تک مکمل ہو چکی ہیں اور اُمید ہے کہ ۵۶-۱۹۵۵ء تک ۱۶۵۷ میل نئی پکی سڑکیں بن کر تیار ہو جائیں گی۔ اسی طرح کچی سڑکوں کے سلسلے

ہیں توقع ہے کہ ۴۷۴۹ میل کے مجوزہ پروگرام سے ۳۱ میل زیادہ سڑکیں بن جائیں گی۔

جہاں تک خاص خاص ضلع سڑکوں کو پختہ بنانے کا تعلق ہے مجوزہ پروگرام ۸۰ میل کا ہے لیکن اس سے تقریباً دوگنی سڑکیں پکی ہو جائیں گی۔

مقامی پکی سڑکوں کی ازسرنو تعمیر کے سلسلے میں ۲۲۲۸ میل سڑکوں کی تعمیر کا کام مکمل ہو گیا ہے اور ۵۶-۱۹۵۵ء تک مجموعی طور پر ۲۳۲۰ میل سڑکوں کے ازسرنو بن جانے کی توقع ہے۔

پل اور شاہ راہیں

اس کے علاوہ متعدد اہم پل بھی تعمیر کئے جارہے ہیں جن میں سے ایک گڑھ مکتیشر میں دریائے گنگا پر ہوگا۔ بریلی سے ۱۷ میل مغرب میں میرٹھ۔ بریلی سڑک پر دریائے بائیگل اور بھاکھرا پر جو نئے پل بن رہے ہیں وہ قریب قریب تیار ہیں۔

پردیش میں کئی قومی شاہ راہوں کو جدید طرز پر لانے کی اسکیم پر بھی تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ ۱۹۵۳ء میں ۵۷ میل شارع عام میں ترمیم و اصلاح کی گئی اور ۱۹۵۴ء کے ختم ہونے سے پہلے ہی دہلی۔ آگرہ۔ اٹاوہ۔ بھوگنی پور۔ کانپور۔ فتحپور۔ الہ آباد و بنارس۔ بہار سرحدی سڑک کے مکمل ہو جانے کی اُمید ہے۔ اس کے علاوہ لکھنؤ۔ فیض آباد۔ گورکھپور۔ گیا سڑک کا ۵۰ فیصدی اور بنارس۔ مرزاپور۔ ریوا سڑک کا ۷۵ فیصدی حصہ جدید طرز کا بن جائیگا۔

دہلی۔ آگرہ۔ لکھنؤ، کانپور، لکھنؤ، بارہ بنکی، لکھنؤ۔ بخشی کا تالاب اور ہاپڑ۔ گڑھ سڑکوں کو بھی چوڑا کرنے کی تجویز ہے۔

سڑکوں کو جدید طرز پر لانے کے پروگرام میں اُمید ہے کہ دو برس لگیں گے اس کے بعد یو۔پی میں پڑنے والے ۱۴۹۰ میل لمبے قومی شارع عام میں سے کوئی سڑک ایسی نہیں رہ جائے گی جو تارکول یا سمنٹ کنکریٹ کی نہ ہو جائے۔

حکومت نے گنگوتری اور یمنوتری کی یاترا کے راستے محکمہ جنگلات کے انتظام سے نکال کر محکمہ اُمورِ عامہ کے انتظام میں دے دیئے ہیں۔ یہ سڑکیں تقریباً ۱۳۴ میل لمبی ہیں اور ان کی درستی کا کام محکمۂ امورِ عامہ نے پہلے ہی شروع کر دیا تھا۔ خیال یہ ہوا کہ محکمۂ جنگلات کے مقابلہ میں محکمۂ امورِ عامہ اس کی درستی کی بہتر دیکھ بھال کر سکے گا۔ نینی تال میں ڈپو روڈ کی نالیوں کی اسکیم کی تکمیل کے لئے بھی اقدامات کئے گئے۔

روڈ ویز قومی مواصلات کی اسکیم جو سنہ ۱۹۴۷ء میں شروع ہوئی تھی روز افزوں مقبولیت حاصل کر رہی ہے۔ روڈ ویز کا کارواں ۱۳۵۰ بسوں، ۲۰۰ ٹرکوں اور ۵۳ ٹیکسیوں پر مشتمل ہے۔ یہ گاڑیاں پانچ ہزار میل سے زیادہ پکی سڑکوں پر چلتی ہیں جو ریاست کی مجموعی پکی سڑکوں کے نصف سے بھی زائد ہے۔ پنجسالہ پلان کے ختم تک ان روڈ ویز بسوں کی تعداد اُمید ہے کہ ۱۵۵۰ ہو جائے گی۔ سال زیرِ نظر میں کچھ نئے راستوں پر روڈ ویز بسیں چلائی گئیں اور بعض شہروں میں ان کی سروس پھیلا دی گئی۔ کرایہ میں ۸ پائی فی میل سے ۷½ پائی میل نیچے درجوں کیلئے اور ۱۰½ پائی فی میل سے ۹ پائی فی میل اونچے درجوں کیلئے کمی کر دی گئی۔ یہ کمی ان راستوں پر کی گئی ہے جہاں پُرانی شرح کرایہ رائج تھی۔

باوجودیکہ موٹر کے پُرزوں، ٹائر، ٹیوب اور اس کے روغنیات میں سے کسی کی بھی قیمت گھٹی نہیں ہے بلکہ پٹرول کی قیمت چڑھ گئی ہے پھر بھی روڈ ویز نے اپنے کفایت شعاری کے اقدامات کے نتیجہ میں مثلاً یہ کہ نئے پرزوں اور پٹرول کا احتیاط سے استعمال کرنا، بعض موٹر انجنوں کو ڈیزل آئیل انجن میں تبدیل کر دینا وغیرہ وغیرہ کی بدولت روڈ ویز کے اخراجات گھٹائے ہیں۔

ورکشاپس لکھنو، کانپور، آگرہ، الہ آباد، بریلی، گورکھپور، کاٹھگودام اور میرٹھ کی ریجنل ورکشاپس جہاں بڑی مرمت ہوتی ہے اور ڈپوز جہاں چھوٹی مرمت

ہوتی ہے حسب سابق مفید خدمات انجام دیتے رہے۔ مزید براں سال زیر نظر میں سب سے بڑی ورکشاپ آگرہ میں چاگوٹی اور متھرا، علی گڑھ، ہاترس، شکوہ آباد اور اٹاوہ کی ورکشاپوں کی کی عمارتیں پختہ کر دی گئیں۔ بنارس۔ شاہجہاں پور اور فتح گڑھ کی ورکشاپ زیر تعمیر ہیں۔

رام پور کی مرکزی ورکشاپ بہتر باڈیاں بنانے انجنوں اور بیٹریوں کو از سر نو درست کرنے اور بھاری قسم کی مرمت کرنے میں حسب دستور مفید خدمات انجام دیتی رہی، ایک نئی فاؤنڈری شاپ اور ٹائر ولکنائزنگ شاپ بھی قائم کیگئی ہے اور لودی ٹائر ولکنائزنگ مشین لگائی گئی ہے۔ ڈیزل آئل سے چلنے والی گاڑیوں کیلئے آل اسٹیل باڈی اور پہاڑ پر چلنے والی گاڑیوں کیلئے نئے نئے ڈزائن تیار کئے گئے ہیں۔

مسافروں کو پینے کے پانی اور شیڈ وغیرہ کی سہولتیں فراہم کرنے کا کام روڈ ویز بدستور کرتا رہا۔ مردوں اور عورتوں کیلئے الگ الگ ٹکٹ گھر بھی کھولے گئے ہیں بڑے بڑے اسٹیشنوں پر مال لادنے اور اتارنے کا بھی مناسب انتظام کیا گیا ہے۔ روڈ ویز نے اپنے اوقات میں بھی کافی پابندی حاصل کر لی اور پبلک کی شکایتیں پہلے سے بہت کم ہو گئی ہیں۔ مجموعی طور پر روڈ ویز کو عوام کا اچھا خاصہ تعاون حاصل رہا۔ کانپور کی ورکشاپ میں آٹو موبائیل انجینیروں کی ٹریننگ کا کام قابل اطمینان طور پر چلتا رہا اور مزدوروں سے تعلقات بھی اچھے رہے۔

کمبھ میلہ کمبھ میلے کے زمانے میں روڈ ویز نے پریاگ آنے جانے کے سلسلہ میں یاتریوں کیلئے خاص انتظامات کئے۔ ایک سو پچاس روڈ ویز بسیں میلہ کیلئے مختص کر دی گئیں۔ ایک اسٹیشن جو ہی میں اور ایک اریل میں کھولا گیا۔ دور دور سے براہ راست سروسیں قائم کی گئیں۔ الہ آباد کی شہر سروس میں کافی اضافہ کر دیا گیا۔

سال کے ختم کے قریب کئی نئے راستوں پر روڈ ویز بسیں چلائی جانے والی تھیں متعدد نئی جگہوں کیلئے تجویز ہے کہ وہاں بس اسٹیشن و ڈپو ورکشاپ کھولے جائیں اور بکنگ آفس کیلئے چھوٹے چھوٹے پلاٹ لئے جائیں۔ مسافروں کو مزید سہولتیں پہنچانے اور مرمت اور دیکھ بھال کے لئے مزید ورکشاپ قائم کرنے کی کئی اور تجویزیں بھی زیر غور ہیں۔

امن عامہ

زیر تبصرہ سال میں امن عامہ کی صورت حال قابل اطمینان رہی۔ دیہات والوں میں خود اعتمادی کا جذبہ پیدا کرنے اور سماج دشمن عناصر کے حملوں سے اپنی حفاظت کرنے کیلئے ساری ریاست میں ایک کثیر تعداد میں گاؤں رکھشک سمتیاں (گاؤں تحفظ سوسائٹیاں) بنائی گئیں۔ مارچ ۱۹۵۴ء میں ایسا کوئی آباد گاؤں نہ تھا جہاں اس قسم کی سوسائٹی نہ موجود ہو۔ پولیس سپرنٹنڈنٹوں کو یہ ہدایات جاری کئے گئے کہ ان گاؤں سوسائٹیوں کو زندہ جماعتیں بنانے کے ہر ممکن اقدامات کریں۔ بعض اضلاع میں ان سوسائٹیوں کے قیام کے ساتھ ساتھ رائفل کلب بھی قائم کر دیے گئے اور تھانہ اور تحصیل اُن کے مرکز قرار دئے گئے۔

ایسے متعدد واقعات ہیں جہاں دیہات والوں نے ڈاکوؤں کا مقابلہ کرنے میں بڑی بہادری دکھائی۔ صرف مئی کے پہلے ہفتہ میں وہ ڈاکوؤں سے سات موقعوں پر لڑے، ایک ڈاکو کو جان سے مارا اور ۱۱ ڈاکو زخمی کئے۔ گاؤں کے جو رہنے والے ڈاکوؤں کا مقابلہ کرتے ہوئے جان سے مارے گئے اُن کے پسماندگان کو حکومت نے پنشنیں دیں۔

زیر تبصرہ سال میں پولیس نے متعدد جرائم کا پتہ چلایا۔ اسی سال پولیس کا خاص کارنامہ یہ تھا کہ مان سنگھ ڈاکو کے دست راست چرنا ملاح کے گروہ کا خاتمہ کر دیا گیا۔ مان سنگھ کے خلاف بین الریاستی سرگرمیاں جاری ہیں۔ ۱۹۵۳ء کے آخر میں طالب علموں کا جو ہنگامہ ہوا تھا اُسے دبا دیا گیا۔

تھانوں میں پہلی رپورٹ اطلاعی لکھانے کے سلسلے میں رشوت لینے کی مبینہ شکایتیں دور کرنے کے لئے ساری ریاست میں ۱۵ اپریل میں ایک خاص مہم شروع کی گئی۔ اس مہم کے نتیجہ میں کچھ ہیڈ کانسٹبل اور کچھ کانسٹبل معطل کر دئے گئے۔ سماج دشمن عناصر کے خلاف جو مہمیں چلائی گئیں اُن کے نتیجہ میں متعدد بدمعاش پکڑے گئے۔

آبپاشی کی اضافہ شدہ شرحوں کے خلاف پرجا سوشلسٹ پارٹی کے ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں ۱۷ جولائی تک ریاست کے مختلف حصوں میں ۱۵۴۶ آدمی گرفتار کئے گئے۔ ان میں سے کئی آدمی معافی مانگنے پر چھوڑ دئے گئے۔

ضلع کی سطح پر انسداد رشوت کے اقدامات کو موثر تر بنانے کے لئے حکومت نے ضلع مجسٹریٹوں کو مزید ہدایتیں بھیجیں اور ان میں یہ زور دیا کہ ضلع انسداد رشوت کمیٹیوں اور دفتروں اور محکموں کے افسران اعلیٰ میں گہرا رابطہ رہنا چاہئے۔ ضلع انسداد رشوت کمیٹیوں کے دائرۂ عمل اور نظام پر نظر ثانی کی گئی تاکہ وہ رشوت کا خاتمہ کرنے میں زیادہ امداد کر سکیں۔

مالی حالت

آزادی کے ساتویں سال میں پردیش کی مالی صورت حال کافی اطمینان بخش رہی حالانکہ ترقیاتی مدوں کے اخراجات بے انتہا بڑھتے رہے۔ آبپاشی کے وسائل پر ریاستی حکومت نے سنہ ۱۹۴۶ء سے سنہ ۱۹۵۳-۵۴ء تک تخمیناً ۹۵٫۵۴ کروڑ روپئے صرف کئے ہیں۔ اسی طرح بجلی کی اسکیموں پر ۲۴٫۸۵ کروڑ روپئے، سڑکوں اور عمارتوں پر ۳۲٫۲۰ کروڑ روپئے اور نقل و حمل نیز صنعتی ترقی پر بالترتیب ۳٫۹۸ کروڑ روپئے اور ۳٫۸۵ کروڑ روپئے خرچ ہوئے ہیں۔ سنہ ۱۹۵-۴۶ء میں آبپاشی کے وسائل کی تعمیر پر ۴۹ لاکھ روپئے صرف ہوئے تھے جو سنہ ۱۹۵۳-۵۴ء میں بڑھ کر ۱۰۵۵ لاکھ ہو گئے۔ اسی طرح بجلی کی اسکیموں کے مصارف جو سنہ ۱۹۴۵-۴۶ء میں ۵۳ لاکھ روپئے تھے سنہ ۱۹۵۴-۵۵ء میں ۱۰۲۴ روپئے تک پہنچ گئے۔ دس سال پہلے صنعتی ترقی کی اسکیموں کے سلسلے میں مشینوں وغیرہ پر کوئی خرچ نہیں ہو جبکہ گورنمنٹ سمنٹ فیکٹری مرزا پور کی تکمیل اور ایک ریاستی مالیاتی کارپوریشن کے قیام وغیرہ کے لئے سنہ ۱۹۵۴-۵۵ء کے مالی سال میں ۱۱۶ لاکھ روپئے مخصوص کئے گئے۔ سڑکوں اور عمارتوں کی تعمیر کے آخراجات جو سنہ ۱۹۴۵-۴۶ء میں ۴۸ لاکھ روپئے تھے سنہ ۱۹۵۴-۵۵ء میں غالباً ۳۳۴ لاکھ روپئے تک پہنچ جائیں گے۔

ایوان میں سالانہ بجٹ پیش کرتے ہوئے وزیر مالیات یو۔پی نے کہا تھا:

کہ حکومت کی یہ خواہش نہیں ہے کہ کوئی نیا ٹیکس عائد کرے بشرطیکہ پنج سالہ منصوبے کی تکمیل میں کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہو۔ سنہ ۱۹۵۴-۵۵ء کا جو بجٹ ایوان میں پیش کیا گیا اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آمد اور اخراجات ایک نئی سطح پر پہنچ گئے ہیں۔ متعلقہ اعداد و شمار درج ذیل ہیں۔ یہ اعداد و شمار کروروں میں دیئے گئے ہیں

	واقعی اعداد و شمار سنہ ۱۹۵۲-۵۳ء	نظر ثانی کئے ہوئے تخمینے سنہ ۱۹۵۳-۵۴ء	سنہ ۱۹۵۴-۵۵ء (تخمینے)
آمدنی	۶۴٫۸۳	۷۳٫۵۴	۷۷٫۱۶
اخراجات	۶۴٫۸۳	۷۳٫۵۴	۸۱٫۰۷
خسارہ	-	-	۳٫۹۱
کیپٹل اخراجات	۱۴٫۹۸	۸٫۲۷	۹۰٫۲۲

کفایت شعاری

نظم و نسق کی کارکردگی پر اثر ڈالے بغیر اخراجات میں کفایت شعاری برتنے کی پالیسی کے مطابق ریاستی حکومت نے زیر نظر سال میں اخراجات کو کم کرنے کیلئے بہت سے اقدامات کئے۔ محکمہ مالیات کا ایک خاص شعبہ تمام سرکاری محکموں اور اداروں کے اخراجات کی جانچ کرنے کیلئے قائم کیا گیا تاکہ کفایت شعاری کے ساتھ اخراجات ہوں اور مالیاتی بے قاعدگیوں کے باعث سرکاری روپیہ ضایع نہ ہو۔ وزیر اعلیٰ نے کفایت شعاری سے متعلق ایک نجی تحریر محکموں کو بھیجی اور محکموں کے افسران اعلیٰ اور دوسرے لوگوں سے نجی طور پر مذاکرات کئے۔ ان سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ اخراجات میں تقریباً ۲٫۵ کرور کی بچت ہوئی۔ ایک بچت کمیٹی بھی اس غرض سے مقرر کی گئی کہ وہ اخراجات کا مکمل جائزہ لے اور یہ بتائے کہ کارکردگی کو نقصان پہنچے بغیر اخراجات کس طرح کم ہو سکتے ہیں۔ عوام کو بھی اس سلسلہ میں اپنی تجویزیں پیش کرنے کی دعوت دی گئی۔

قومی پلان قرضہ

زیر نظر سال کے اوائل میں حکومت نے سینچائی کے وسائل بجلی کے منصوبوں اور دوسری ترقیاتی اسکیموں کے اخراجات کیلئے ۵ کرور روپئے کا قرض لیا۔ اس قرضے پر سود ۴ فیصدی کے حساب سے تھا اور تاریخ اختتام سے قبل ہی ۵ کروڑ سے زیادہ رقم آگئی۔

۱۹۵۴ء میں حکومت ہند نے قومی پلان قرضہ جاری کیا اور ریاستی حکومت نے اس قرضے میں روپیہ جمع کرانے کی ایک مہم شروع کی۔ وزیر اعلیٰ اور دوسرے وزرا نے عوام اور سرکاری ملازموں سے اس قرضے میں فراخدلی کے ساتھ روپیہ دینے کی اپیل کی۔ اس قرضے سے لوگوں کو قومی مقصد کیلئے کچھ نہ کچھ پس انداز کرنے اور وزیر اعلیٰ کے قول کے مطابق "ایک نئے ہندوستان کی تعمیر کے عظیم کام میں" حصہ لینے کا ایک نادر موقع ہاتھ آیا۔ یہ قرضہ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے ہے جس پر ساڑھے تین فی صدی سالانہ سود رکھا گیا ہے۔ یہ قرضہ ۱۹ر اپریل ۱۹۶۴ء کو ادا کر دیا جائے گا۔ واجب الادا سود ہر چھٹے مہینے ۱۹ر اکتوبر اور ۱۹ر اپریل کو ادا کیا جائے گا۔ اس سود پر زیادہ سے زیادہ شرح سے انکم ٹیکس واجب الادا ہوگا۔ ہولڈر انکم ٹیکس کی ادائیگی سے اس صورت میں مستثنیٰ ہوگا یا اسے کم شرح پر انکم ٹیکس دینا پڑے گا جب وہ اس کے بارے میں متعلقہ انکم ٹیکس افسر کا سرٹیفکٹ پیش کرے۔

کم آمدنی کے لوگوں کو بچت کی مہم میں شریک ہونے کا موقع دینے کے خیال سے حکومت ہند نے قرضے کے اجرا کے تھوڑے دنوں بعد نئے دس سالہ سیونگ سرٹیفکٹوں کے اجرا کا اعلان کیا۔ یہ سرٹیفکٹ قومی پلان قرضے کا جز ہیں اور قومی پلان سرٹیفکٹ کے نام سے موسوم ہیں۔ قومی پلان سرٹیفکٹ ۱۰ر مئی ۱۹۵۴ء سے جاری ہوئے ہیں اور ۲۵ روپئے اور ۵۰ کے ہوتے ہیں۔ ان سرٹیفکٹوں پر ۴½ فیصدی سادہ سود ملے گا اور اس پر انکم ٹیکس نہیں لگے گا۔ ان سرٹیفکٹوں کے علاوہ کم آمدنی والوں کیلئے چھوٹی قیمتوں کے سات سالہ اور ۱۲ سالہ سرٹیفکٹ اور ۱۰ سالہ ٹریژری سیونگ ڈپازٹ سرٹیفکٹ بھی ہیں جن پر ۳½ فیصدی سود واجب الادا ہے۔

اس قرضے میں روپیہ دینے کیلئے لوگوں سے اپیل کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنڈت گووند بلبھ پنت نے کہا "یہ ایک نئے قسم کا قرضہ ہے جس میں اس بات گنجایش رکھی گئی ہے کہ چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی حصہ لے سکے تاکہ عوام یہ معلوم کرکے سچی خوشی اور فخر محسوس کر سکیں کہ ملک کی تعمیر میں ان کی شخصیت اور ان کے دئے ہوئے روپئے سے کام لیا جا رہا ہے۔" وزیر اعلیٰ نے کہا کہ ہم جو کچھ بھی انداز کریں اس کا مصرف اس سے بہتر اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ اس کو قومی پلان قرضے میں لگائیں۔ انھوں نے امید ظاہر کی کہ کوئی بھی جو مقدرت رکھتا ہے ملک کے وسائل اور طاقت کو بڑھانے کے اس عظیم کام میں حصہ لینے کی سعادت سے محروم نہیں رہے گا۔

مئی سنہ ۱۹۵۴ع کی شرم دان مہم کے دوران میں وزیر اعلیٰ نے ضلع حکام اور محکموں کے افسران اعلیٰ کو پھر مشورہ دیا کہ قومی قرضے اور چھوٹی بچت کی اسکیموں کو کامیاب کرنے کیلئے چھوٹی بچتوں پر توجہ مرکوز کرنے اور ایسے لوگوں سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں ملنے کی ضرورت ہے جو چھوٹی چھوٹی رقمیں اس قرضے میں دے سکتے ہوں۔ ریاستی حکومت نے لوکل باڈیز سے بھی اپیل کی کہ ان سے جس قدر ممکن ہو قومی پلان قرضے میں روپیہ دیں۔ سکریٹریٹ کے افسروں اور سکریٹریٹ کے ملازموں سے بھی اس میں حصہ لینے کو کہا گیا۔

کمیٹیوں کا قیام

جون میں حکومت نے چھوٹی بچت کی ریاستی، ضلع اور تحصیل کمیٹیاں قائم کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ چھوٹی بچت کی مہم میں زیادہ سرگرمی پیدا کی جا سکے۔ پردیش میں مستند ایجنٹوں کے تقرر کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ حکومت ہند نے اس اسکیم کے ماتحت نجی اور ادارہ جاتی ایجنٹوں کے علاوہ اسمبلی اور کونسل کے ممبروں، پنچایت سکریٹریوں، قانون گو اور لیکھ پالوں کو بھی مستند ایجنٹ مقرر کرنے کی منظوری دیدی۔ ان ایجنٹوں کو اس رقم پر جو ۱۲ سالہ نیشنل سیونگ سرٹیفکٹ اور ۱۰ سالہ قومی پلان سرٹیفکٹ جمع کی جائے ۱½ فیصدی کمیشن ملے گا۔ مستند جنرل ایجنسی کا طریقہ جس کے ماتحت ۱۲ سالہ نیشنل سیونگ سرٹیفکٹ کمیشن پر فروخت کئے جاتے ہیں انھیں شرائط اور پابندیوں کے ساتھ ۱۰ سالہ قومی پلان سرٹیفکٹ

فروخت کرنے کیلئے رکھا گیا ہے۔

عورتوں کیلئے بچت کے مرکز لکھنؤ، کانپور، الہ آباد، فیض آباد، بریلی اور میرٹھ میں بچت کی مہم کی رفتار تیز تر کرنے کیلئے کھولے گئے۔ حکومت ہند نے اکسٹرا ڈپارٹمنٹل برانچ پوسٹ ماسٹروں کو مستند ایجنٹ مقرر کرنے کی منظوری دی۔ حکومت ہند نے چھوٹی بچت کی اسکیموں کے سلسلے میں مختلف ریاستوں کیلئے جو رقمیں معین کی ہیں ان میں یو۔ پی کو ۵ء۱۸ کروڑ روپئے سالانہ جمع کرنے ہیں۔ حکومت یو۔ پی نے آبادی کی بنیاد پر ہر ضلع کیلئے رقم کا تعین کر دیا ہے۔

پردیش کی کواپریٹو سوسائٹیوں نے بھی قومی پلان قرضے میں روپیہ جمع کرانے کیلئے مہم شروع کی۔ اس مہم کے ماتحت موجودہ سوسائٹیوں، حصص سرمایہ اور ڈپازٹ میں معتد بہ اضافہ کرنے اور نئی سوسائٹیاں قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس طرح جمع شدہ رقم کا معتد بہ حصہ قومی پلان قرضے میں دیا جائے گا۔ صرف مئی کے پہلے ہفتہ میں ۸۳۱ نئی کواپریٹو سوسائٹیاں قائم ہوئیں اور ۴۶ ضلعوں میں تقریباً ۳۰،۰۰۰ نئے ممبر بنائے گئے۔ تقریباً ۲۴ لاکھ روپئے حصص سرمایہ اور ڈپازٹ میں جمع ہوئے۔

ریاستی حکومت نے تمام محکموں اور دفتروں کے افسران اعلیٰ سے کہا کہ مختلف محکموں میں جن لوگوں کی رقمیں بطور زر پیشگی یا زر ضمانت جمع ہیں ان میں سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو یہ رقمیں قومی پلان قرضہ بانڈوں، چھوٹی بچت کے سرٹیفکٹوں، ٹریزری ڈپازٹ، قومی پلان سرٹیفکٹوں یا پوسٹ آفس سیونگ بنک اکاؤنٹ میں منتقل کرنے پر آمادہ کریں۔ امید ہے کہ اس طرح چھوٹی بچت کی اسکیموں میں کافی رقم جمع ہو جائے گی۔